الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نورالایمان

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اہتمام

محمد ضیاء الدین اویسی المعروف ضیاء بھائی

ناشر

قطب مدینہ پبلشرز (کراچی)

68168

نام کتاب: نورالایمان

تصنیف مبارک: شیخ الحدیث والتفسیر مصنفِ اعظم اسلام حضرتِ
علامہ مولانا حافظ قاری مفتی محمد فیض احمد اویسی قدس سرہ
جامعہ اویسیہ رضویہ بہاول پور

85962

حسن و آرائش: خادم اہلسنّت مفتی پیر سیّد محمد عارف شاہ اویسی
آستانہ شریف اویسیہ بفرزون کے بی آر کراچی

پیشکش: عاشقِ رسول فخر خادمین جناب محمد ضیاء الدین اویسی قادری

منجانب: فیض کنگر ٹرسٹ رجسٹر 1148 کراچی

بار اشاعت: طبع اوّل 2002ء اگست

صفحات: 131

باہتمام: محمد ضیاء الدین اویسی المعروف ضیاء بھائی

ناشر: قطبِ مدینہ پبلشرز

ہدیہ: 60 روپے

ملنے کا پتہ

عطاری قطب خانہ
نزد: شہید مسجد کھارادر کراچی
فون: 3216838

آرائش عنوانات

آرائش عنوانات

حوصلہ افزائی

عاشقِ رسول، پیکرِ ثبات۔ دل کے ٹکڑے جناب محمد ضیاء الدین صاحب المعروف ضیا بھائی پہلی بار ایک اِتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔

کہ ایک زبردست علمی دینی اسلامی روحانی اور عاشقانہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اِن کی حوصلہ افزائی کے لیے فقیر سید محمد عارف شاہ یہ الفاظ لکھ رہا ہے۔

سرکارِ قبلہ اویسی صاحب نے میری شادی کے موقع پر ۲۰۰۱ء میں نکاح کے متعلق اسلامی معلومات پر کتاب بھیجی کہ اُسے شادی کارڈ کی جگہ پر شائع کیا جائے۔ اور لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔ مگر افسوس کہ وہ مجھ فقیر تک پہنچنے کے بجائے کسی امیر دولتمند کے ہاتھ لگ گئی اور تاوقت زیورِ طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔

خیر جو ہوا سو ہوا، فقیر عارف نے اپنی شادی پر شادی کارڈوں کی رسم کو اس طرح مزید بہتر بنایا کہ قبلہ اویسی صاحب کی ایک کتاب چھوٹا سا رسالہ چہل کاف وہ ۱۱سو کی تعداد میں تیار کروا کر عین شادی کے موقع پر تقسیم کیا۔ الحمدللہ اور دل کی حسرتِ اشاعتِ خیر کو تسکین ہوئی۔

اب پھر سرکار نے یہ کتاب ارسال فرمائی۔ نہایت عجلت اور جلدی میں اس کی طباعت کا کام جناب ضیاء بھائی سرانجام دے رہے ہیں۔

اِس مردِ مجاہد کو اللہ تعالٰی ثابت قدم رکھے۔ اِن کی جملہ پریشانیاں دور فرمائے اور انہیں قبولِ عام نصیب ہو آمین۔ اگر کوئی غلطی ہو تو معاف کر دیجیے گا۔ عِلمی لغزش پر آگاہ فرمایئے گا۔ اور اس سلسلے میں یہ یاد رکھیے کہ اگر کوئی عِلمی لغزش ہوگی تو وہ ہماری جانب سے ہوگی۔

اس کو سرکار قبلہ اویسی صاحب کی جانب منسوب نہ کیجئے گا۔

اور ہمیں آگاہ فرمائیں تا کہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تقریباً ۹۵ فیصد کمپوزر حضرات میٹرک پاس انگریزی تو جاننے والے مگر عربی قرآنی علوم سے بے خبر ہوتے ہیں۔

اِس لیے وہ اصل عبارت کے متعلق اپنے Key Board سے مختص شدہ حرف کو Press کرنے کی بجائے کوئی اور بٹن دبا دیتے ہیں یا یہ کہ وہ بھی انسان ہیں غلطی سے کوئی اور بٹن Press ہو جاتا ہے جس سے کِتابت کمپوزنگ اور عبارت میں لفظی غلطی پیدا ہو جاتی ہے جو کہ مصنف کی اصل کتاب میں ہرگز نہیں ہوتی۔

اور عام پڑھنے والے حضرات یہی محسوس کرتے ہیں کہ شاید صاحبِ تصنیف نے یہ ایسے لکھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔

امید ہے کہ اس وضاحت کے بعد اب پڑھنے والے احباب اِس نظر سے معالعہ فرمائیں گے تو طبیعت میں عیب جوئی کا عنصر نہیں آئے گا۔

اِک گنہ گار کو اور کیا چاہیے
نسبتِ حضرتِ مصطفے چاہیے
اہلِ بدِعت کو بدعت مبارک رہے
اہلسنت کو احمد رضا چاہیے

فقط ناچیز مفتی سید محمد عارف شاہ اویسی کراچی۔

☆☆

گلہائے رقیہ

یہ کتابِ ذیشان جس وقت فقیر عارفؔ نے اپنی والدۂ گرامی مفسرۂ قرآن سیرہ رقیہ محمود کاظمیہ قادریہؔ اویسیہؔ کو نظرِ ثانی کے لیے پیش کی تو آپ نے فی البدیہہ درجِ ذیل اشعار منظوم فرما کر قبلہ اویسی صاحب کا نام بھی درج فرمادیا۔ اور نعت شریف بھی ہوگئی اور قرآن مجید سے اِس کتاب پر تبصرہ بھی ہوگیا۔ فقیر عارفؔ)

م......مِنَ اللهِ نُور محمدً محمَّد
ح......حِرااور اِقراء محمد محمد
م......مزمل مدثر محمد محمد
د......دارُ القرار محمد محمد
ف......فَترضیٰ فَآویٰ محمد محمد
ی...... يَدُ اللهِ اَيدِى محمد محمد
ض......ضال ِ فهادِى محمد محمد
ا......اِنَّا فتحنَا محمد محمد
ح......حَم طٰه محمد محمد
م...... مَاضَلَّ صَاحِب محمد محمد

د...... دَاعِ اِلَى الله محمد محمد
ا......اَذَان مِّنَ الله محمد محمد
و......وَلٰكِنِ رَّسول الله محمد محمد
ی......يكاد زَيتها محمد محمد
س......سِراج منير محمد محمد

ناچیزؔ خادمه دربار اویس قرنی رضی الله عنه
طالبه شفاعت سیده بی بی رقیه محمّود کاظمیه ترمذیه

بابِ اوّل

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی عفی عنہ ہر سال دورہ تفسیر القرآن کے پروگرام میں قرآن مجید کے علوم کے ضمن میں علمائے کرام کو لکھایا کرتا ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کے ذرے ذرے کا بیان قرآن مجید میں ہے۔ یہ مضامین ہر سال بکھر جاتے ہیں چنانچہ اس سال بندہ کا ارادہ ہوا کہ ان بکھرے ہوئے جواہر کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے۔ اسی خیال کو عملی جامہ پہناتے ہوئے فقیر نے اس کتاب میں ان مضامین کو جمع کیا ہے۔ اس کا نام میں ''نور الایمان فی جمیع العلم فی القرآن'' رکھتا ہوں۔ یہ کتاب ان اوہام شنیعہ کے ازالہ کے لیے مرتب کی گئی ہے جن میں یہ کہا گیا ہے کہ قرآن مجید سے حضور علیہ السلام کی معلومات صرف احکامِ شرعیہ میں منحصر ہیں۔ فقیر نے اس کتاب میں سلف صالحین رحمھم اللہ کے فیوض وبرکات سے دلائلِ قاہرہ وبراہینِ باہرہ کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ نہ صرف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ آپ کے نیاز مندوں وجاں نثاروں کو بھی قرآن پاک کے واسطے سے کائنات کے ذرے ذرے کا علم ہے۔

(وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو باعثِ ہدایت اور مصنف کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

(آمین ثم آمین)

فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ بہاولپور

اہتمامِ طباعت: خادمِ سلسلہ اویسیہ محمد ضیاء الدین اویسی قادری بفرزون کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ رسولِ اکرم نبی معظم ﷺ کو ہر ہر شئے کا علم ہے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے آپ وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ ما کان (جو ہو چکا) و ما یکون (جو ہو رہا ہے اور ہوگا) سب کچھ آپ با اطلاع ربانی و بااِعلام رحمانی جانتے ہیں لوح وقلم کے جمیع علوم کے آپ جامع ہیں بلکہ لوح وقلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندر میں سے چند قطرے ہیں۔آپ کا یہ علم اللہ تعالی کے علم کے مقابلے میں بعض ہے۔(علیہ جمہور اھل السنۃ خلافاً لبعض العرفاء) اور مخلوق کی بہ نسبت کل ہے۔یعنی حضور علیہ السلام کا علم من جہۃ الخالق کلی ہے اور من جہۃ المخلوق جزوی ہے.کلی جزوی کا جو اختلاف مشہور ہے اس سے یہی مراد ہے۔

ہمارے دور میں بعض احمق قسم کے لوگ تو حضور علیہ السلام کے علمِ غیب خبری کے بھی سرے سے منکر ہیں اگر بالفرض مانتے ہیں تو اس طرح کہتے ہیں کہ آپ کے علم کو ’’علمِ غیب نہ کہا جائے بلکہ اطلاع علی الغیب‘‘ کہا جائے۔یہ ان کی ایک اور جہالت ہے اور اس قسم کی باتوں کے تفصیلی جوابات فقیر نے اپنی کتاب احسن التحریر میں لکھ دیئے ہیں۔علمِ کلی اللہ تعالی کے لیے ماننا بجائے خود ایک بہت بڑی حماقت ہے کیونکہ ’’کلی‘‘ تو حادث اور مخلوق متناہی ہے اور اللہ تعالی ان جملہ صفات سے پاک ومنزہ ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے لیے علمِ غیب مانا جائے تو شرک لازم آئے گا اس کے جواب میں ہم اپنا عقیدہ پیش کرتے ہیں جس سے ثابت ہوگا کہ شرک کا وہم صرف اور صرف وہم اور شرارت ہے۔

عقیدہ:

نبی کریم ﷺ مخلوق ہیں اور آپ کا علم بھی مخلوق ہے۔اللہ تعالی کا علم ذاتی ہے حضور

علیہ السلام کا علم عطائی ہے وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث ۔وہ خالق یہ مخلوق وہ قادر یہ قدر۔وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل' اتنے عظیم فرق ہونے کے بعد احتمالِ شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ہم اس قدر فرق کے باوجود اگر مشرک ہیں تو نہ معلوم یہ مشرک گران پر کیا فتویٰ لگائیں گے جو حضور علیہ السلام کو اللہ کے برابر مانتے ہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔بعض ازعرفا کتابے نوشتہ ,اثبات کردہ کہ آنحضرت راتمام علومِ الٰہی ساختہ بودند'' (مدارج النبوت جلد اص ۱۴۴) ہمارا عقیدہ اگرچہ پھر بھی ایسا نہیں لیکن اس کے باوجود شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس عقیدے والے کو عارفین فرمارہے ہیں۔(فافہم وتدبر) حضور علیہ السلام کا علم کلی قرآن مجید سے ثابت ہے اس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب ''علمِ الغیب فی القرآن'' میں لکھدی ہے: چند آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وھو بکل شئی علیم (پ ۲۷ حدید ۳)

اور وہی یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شئی جانتے ہیں۔تفسیر آیت میں 'ھُــو'' کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔لیکن علماء محققین نے اسکا مرجع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لکھا ہے: مندرجہ ذیل کتب میں دیکھئے: (۱) مدارج النبوت للشیخ ص ۲ ج ۱ (۲) الفتوحات المکیہ للشیخ اکبر باب ۱۰ صہ ۱۷۴ (۳) جواہر البحار صہ ۱۱۱۳ (۴) دُررُلغواص علی فتویٰ سیدی علی الخواص للشعرانی: علی ہامش کتاب الابریز (صہ ۹۴-۹۵)۔

(ف): جملہ کتب کی عبارات تطویل الاطائل ہیں ہم بطور نمونہ ایک عبارت لکھتے ہیں تاکہ مخالفین کو تسلی ہو: اور یاد رہے کہ اس تفسیر کے ناقل سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ہیں جنکا مختصر تعارف یہ ہے اور یہ تعارف اپنوں اور غیروں سے منقول ہے اور موالانا فقیر محمد جہلمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ آپ پہلے محدث ہیں جنہوں نے دیارِ ہند میں حدیث کا فن جاری فرمایا (حدائق حنیفہ صہ ۴۰۹

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا (۱) شیخ محقق نے روایتِ

حدیث کی اجازت خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے لی: دُرُّالثمین ازشاہ ولی اللہ صفحہ ۱۳

۲۔ شیخ محقق جلیل القدر ہستی تھے۔

فنِ حدیث کے امام تھے۔ فتاویٰ عزیزی جلد نمبر ۵

۳۔ اور شیخِ اجل تھے۔ فتاویٰ عزیزی جلد نمبر ۲

صفحہ نمبر ۱۰۷ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

۴۔ بہت سے مقامات پر شاہ عبدالعزیز دہلوی نے مدارج النبوۃ اور شرح مشکوۃ شریف اور مرج البحرین للشیخ وغیرہ کے حوالے دیئے۔

تفسیر عزیزی مجالس نافعہ صہ ۱۸' تحفہ اثنا عشریہ صہ ۴۳۹ فتاوی عزیذی ج ۲ صہ ۱۰۲

(۵) بعدازاں درمائتہ عاشرھم بعض علماء مثل ملا علی قاری وشیخ عبدالحق محدث دھلوی وغیرہ قدم بقدم محدثین شد ند مگربمر تبہ اوشاں نمے رسیدند وبعد ازاں اتاالی الانِ کسے یا فتہ نہ شد کہ تمیز حدیث صحیح از ضعیف کماحقہ نماید فضلاعن المھارۃ فیہ الاماشااللہ تعالیٰ (فتویٰ : عبدالحئی ج ۲ صہ ۲۶۰ کتاب تقلید طبع سراج لاھور

(۶) حضرت شیخ اپنے زمانہ کے فقیہ محقق محدث مدقق بقیۃ السلف حجۃ الخلف مورخ الضبط فخر ہندوستان جامع علوم ظاہری وباطنی مستندِ موافق ومخالف تھے:

الخ وَلَنِعمَ ماحررۃ حدائق حنفیہ ص ۴۰

(۷) داراشکوہ نے بجاطور پر انکو امام محدثین وقت کہا ہے: خافی خان لکھتا ہے درکمالات صوری ومعنوی وتحصیل علومِ عقلی ونقلی خصوص تفسیر وحدیث درتمام ہندوستان ثانی نداشت (منتخب الباب صہ ۵۵) نواب صدیق حسن خاں کا خیال ہے: (درترجمہ عربی فارسی) یکے از افرادایں امت است مثل اودریں کاروبار خصوصاً دریں روزگار احدے معلوم نیست (حیات شیخ للندوی صہ ۲۸۳-۲۸۴) (۸) شیخ عبدالحق محدث دہلوی:

حضوری کوروز مرہ دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی' (الافاضات الیومیہ للتھانوی اشرف المطابع تھانہ بھون ۱۹۴۱ء ج ۷ صہ ۶ قوائد جامعہ صہ ۲۲.)

بعد از صہ ۲۲۰ فتاویٰ دیو بند قلمی:

جو شخص شیخ عبدالحق مرحوم کو گمراہ کرنے والا خیال کرے وہ خود بھی گمراہ ہے اور گمراہ کن ہے: **والعیاذ باللہ فقط واللہ اعلم** مسعود احمد عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیو بند 64-11-13 ھ الجواب صحیح محمد اعزاز علی غفرلہ ۱۳ ذیقعدہ ۶۴ھ۔

اللہ اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور ارباب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنی میں داخل کرائیں تا کہ آیات قرآنی وصحیح احادیث بھی دور کرائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصلی بے سند مقولے سب جائز' یہ دشمنیء رسول نہیں تو اور کیا ہے۔ اور پھر ایک طرف یہ الزام کہ اہلسنت بریلوی حضرات علماء سلف کی عبارتوں میں اینچ پیچ کھیلتے ہیں اور یہ بھی ہم پر صریح بہتان ہے اور اپنی حالت یہ کہ قرآنی آیات واحادیث شریف وعلماء محدثین وشرفاء کاملین وسلف صالحین علماء امت کے تمام اقوال صحیح سے سخت بددیانتی اور صاف انکاری ہیں۔

کس کس سے چھپاؤ گے تحریک ریا کاری
محفوظ ہیں تحریریں مرقوم ہیں تقریریں

ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا براہین قاطعہ میں یہ لکھنا کہ شیخ روایت.....میں یہ بھی نجدیت کی جہالت فی العلم کا پورا پورا نقشہ ہے۔

دیو بندیوں کے محدث خدا جانے کیا کیا ہیں کہ حکایت اور روایت کیا پڑھ سکتے ہونگے پس یہی جہالت کا درس اور سند جہالت یہاں تک تو تھا مخالفین کے اس شبہ کا جواب. اب مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمتہ کی اس کتاب مدارج النبوت سے علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل پیش کروں' کہ آپ کا علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا خیال تھا ملاحظہ فرمائیں۔

حضرتِ شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوت شریف میں فرماتے ہیں:

هر چه درد نیااست از زمان آدم تانفخ اولیٰ بروئے صلی الله تعالی علیه وسلم منکشف سا ختدد تاهمه احوال اورا ازا ول تا آخر معلوم گردید و یاران خود را نیز بعض ازاں احوال خبرداد

(مدارج النبوت جلد اول ص ۱۶۵ مطبوعہ دہلی ترجمہ)

ترجمہ: یعنی حضرتِ آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوۃ والسلام پر منکشف فرمادیا تھا یہاں تک کہ کلام احوال اول سے آخر تک کا حضور ﷺ کو معلوم ہوا اور آپ نے اپنے اصحاب میں سے بعض کی خبر دی۔ شیخ محقق علہ الرحمہ کے کلام سے واضح ہوگیا کہ حضور علیہ السلام اول تا آخر تمام احوال کو جانتے ہیں) یہی شاہ صاحب آیت و هو بکل شیء علیم کے متعلق لکھتے ہیں۔

هوالاول والآخر هُوَالظاهر والباطن وهو بکل شئی علیم

(پارہ ۲۷ الحدید)

ایں کلمات اعجاز سمات هم مشتمل به ثنائے الهٰیت تعالیٰ و تقدس که در کتاب مجید خطبه کبریائی خود خواند وهم متضمن نعت حضرت رسالت پناهی است که وے خطبه سبحانه اور ایزال تسمیه و توصیف فرموده النخ ووے صلی الله علیه وسلم کے دانااست بهمه چیز از مشیونات و احکام الهٰی و احکام و صفات حق و اسماء وافعال و آثار مجمع علوم ظاهر و باطن واول و آخر احاطه نموده و مصداق فوق کل ذی علم علیم شد علب من الصلوة افضلها و من التحیات و التمها واکمها

ترجمہ: وہی ہے اول اور وہی ہے آخر اور وہی ہے ظاہر اور وہی ہے باطن اور وہی ہر

چیز کو جانتا ہے یہ کلمات اعجاز اور اسماء شریفہ خدا تعالی کی پاکی اور ثنا کے ہیں۔

خود کتاب مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ بھی ہے اور یہ نعت بھی ہے مصطفے ﷺ کی اور خود اللہ تعالی نے جنابِ رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام کی شان وتوصیف میں یہ کلمات فرمائے ہیں حضور علیہ السلام تمام چیزوں کے جاننے والے ہیں۔ اور آپ نے خدا تعالی کی شاخیں اور اس کے احکام حق تعالی کے صفات وافعال اور سارے ظاہری باطنی اول آخر کے علوم کا احاطہ فرمالیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے کلام سے کتنا صاف ظاہر ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ آیت اللہ تعالی کی حمد اور مصطفے ﷺ کی نعت ہے اور یہ کلمات خود اللہ تعالی نے آپ کی شان میں فرمائے ہیں کہ حضور ﷺ اول بھی آخر بھی ظاہر بھی باطن بھی ہیں۔ اور حضور ﷺ تمام چیزوں کو جاننے والے ہیں۔ آپ نے تمام ظاہر و باطن اول و آخر کا احاطہ فرمالیا ہے۔

انتباہ:

یہ تحقیق بریلی سے نہیں دہلی سے بیان کی گئی ہے اور اس دہلوی کی سند بریلی سے نہیں بلکہ مدینہ پاک سے ملتی ہے۔ وہی مدینہ والے فرمارہے ہیں۔ ”کہ حضور ﷺ بھی اول و آخر و ظاہر و باطن اور ہر چیز اول تا آخر کے عالم ہیں چنانچہ علامہ محمد بن احمد بن محمد بن ابی اکبرین مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہوکر مجھے یوں سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن۔ میں نے فرمایا اے جبرئیل یہ صفات تو اللہ تعالی کی ہیں اس کو لائق ہیں مجھ جیسی مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی مجھے اللہ تعالی نے حکم فرمایا ہے کہ میں یوں ہی آپ کے حضور سلام عرض کروں اللہ تعالی نے حضور علیہ السلام کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء ومرسلین نے خصوصیت بخشی اپنے نام و

وصف سے آپ کے نام وصف فرمائے۔

وسمّاک باالاول لانک اوّل الانبیاء خلقا وسمّاک باالاٰخر لانک آخر نبیآء فی الحصر الیٰ آخر الامم

حضور ﷺ کا اول نام رکھا گیا آپ سب انبیاء علیھم السلام سے آفرینش میں مقدم ہیں۔ اور آپ کا آخر نام رکھا گیا آپ سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اللہ آپ کے نام پاک کے ساتھ آپ کا نام نامی اسم گرامی سنہری حروف کے ساتھ عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہوا میں نے آپ پر ہزار سال درود بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا خوشخبری سناتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج کہ آپ کو ظاہری نام عطا فرمایا کیونکہ اس نے آپ کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا ہے اور آپ کی شریعت و فضیلت کو تمام اہلِ سمٰوٰت وارض پر ظاہر و آشکار کیا۔ کوئی ایسا نہ رہا جس نے آپ پر درود وسلام نہ بھیجے ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ پر درود بھیجے۔

فَربّکَ محمود ووانت محمد وربک الاوّل والظاهر والباطن وانت الاول والآخر والظاهر والباطن

یارسول اللہ ﷺ پس آپ کا رب محمود ہے اور اے محمد آپ کا رب اوّل و آخر ظاہر و باطن ہے اور آپ اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔

الحمد للّٰه الذی فضلنی علیٰ جمیع النبین حتیٰ فی اسمی و صفتی

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں (انتھیٰ)

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

علامہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں دوسرے مقام پر فرمایا۔

ھـر کہ مطالعہ کند احوال شریف اور از ابتداتا انتھا و بہ بیند کہ چہ تـعلیـم کردہ است اورا پروردگار و افاضہ کردہ است بروی از علوم و اسـرار مـا کـان و مـایکون بہ ضرور ت حاصل شوداورا علم بہ نبوت بی شـوب و شکوک وظنون قولہ تعالیٰ علمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک (عظیما صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

(مدارج النبوت جلد اول)

ترجمہ: الحاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور علیہ السلام کو تمام احوال ابتداء وانتہیٰ کی تعلیم فرمائی اور آپ کو تمام علوم و اسرار ما کان و ما یکون جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب پر مطلع فرمادیا جیسا کہ قولِ اللہ تعالیٰ ہے کہ

عـلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما(ط) دلالت کرتا ہے۔

(آیت نمبر۳) و لا یحیطون بشئی من علمہ الا بماشاء

ترجمہ: اس کے علم کا وہ احاطہ نہیں کر سکتے مگر وہ جی چاہے تو' جمہور مفسرین نے آیت میں ''ہی'' (ہ) کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف مانی ہے۔ لیکن بعض مفسرین نے اس کا مرجع حضور سرور کونین ﷺ کو بھی بتایا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یحتمل ان تـکـون الھـاء کنایۃً عنہ علیہ السلام یعنی ھو شاھد علیٰ احـوالِھـم یـعـلـم مـابین ایدیھم من سیرنھم و معاملات ھم وقصصھم و ما خـلـفھـم من امورالا آخرۃ واحوال اھل الجنۃ و النار وھم لایعلمون شیئا مـن مـعلوماتہ الا بماشاء من معلوماتہ علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلہ

قطرة من سبعة البحر وعلم نبينا عليه السلام بهٰذه المنزلة وعلم نبينا من علم الحق سبحانه بهٰذا المنزلة فكل رسول ونبى وولىّ آخذون بقدر القابلية ولا استعداد ممالَدَيه وليس لا احد ان يعدوه اويتقدم عليه .

یعنی: احتمال یہ بھی ہے کہ اس ضمیر سے حضور علیہ السلام مراد ہوں یعنی حضور علیہ السلام لوگوں کے حالات بھی جانتے ہیں آخرت کے احوال جنتی اور دوزخی لوگوں کے حالات ان کے اخلاق ان کے معاملات ان کے قصے وغیرہ بھی اور وہ لوگ حضور علیہ السلام کے معاملات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے مگر اسی قدر جتنا کہ حضور چاہیں اولیاء اللہ کا علم علمِ انبیاء کے سامنے ایسا ہے جیسے ایک قطرہ سات سمندروں کے سامنے اور انبیاء کا علم حضور علیہ السلام کے سامنے اسی درجہ کا ہے اور ہمارے حضور علیہ السلام کا علم رب العلمین کے علم کے سامنے اسی درجہ کا ہے پس ہر نبی اور ہر رسول اور ہر ولی اپنی اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق حضور سے ہی لیتے ہیں۔ اور کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ حضور علیہ السلام سے آگے بڑھ جائے۔

نمبر۲ تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

ان يّطلعهم عليه وهم الا انبيآء والد من وليكون ما يطلعهم عليه من علم غيبه دليلا علٰى نبوتهم كما قال الله تعالى فلا يظهر على غيبهٖ احداً الا من ارتضىٰ من رسول.

یعنی خدا تعالیٰ ان کو اپنے علم پر اطلاع دیتا ہے اور وہ انبیاء و رسول ہیں تا کہ ان کا علم پر مطلع ہونا ان کی نبوت کی دلیل ہو جیسے رب کریم نے فرمایا ہے کہ پس نہیں ظاہر فرماتا اپنے غیب خاص پر کسی کو سوائے اس رسول کے جس سے رب راضی ہے۔

نمبر۳۔ تفسیر معالم التنزیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

يعنى لا يحيطون بشىء من علم الغيب الا بماشاء مما اخبربه الرّسل

یعنی یہ لوگ علم غیب کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر خدا چاہے جس کی خبر رسولوں نے

دی۔اس آیت اوران تفاسیر سے اتنا معلوم ہوا کہ اس آیت میں یا تو خدا کا علم مراد ہے کہ غیب کسی کو حاصل نہیں ہاں جسے خدا تعالی خود عطا کرے علم غیب حاصل ہو جاتا ہے اور رب تعالی نے تو انبیاء واولیا علی انبیا وعلیہم السلام کے ذریعہ سے مؤمنین کو علم عطا فرمایا لہذا ان کو بھی بعطائے الٰہی علمِ غیب حاصل ہوا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنا علم دیا اس کی تفصیل ہم نے دوسرے مقام پر عرض کر دی ہے نیز اسی آیت سے مخالفین کے زعم فاسدہ وعقیدہ باطلہ کا رد ہو گیا کہ علم کو کوئی نہیں پا سکتا مگر جس کو حضور علیہ السلام چاہیں عطا فرمائیں ہاں از اول تا آخر جسے جو کچھ علم ملا وہ حضور علیہ السلام کے علم کا ایک قطرہ ہے۔

امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفامن البحر اور شفا من الدیم
وواقفون لدید عند احدھم
من نقطة العلم ومن شکلة الحکم

ترجمہ: تمام پیغمبران علیہم السلام حضور علیہ السلام کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے پانی کے چلو یا قطرہ آب کی درخواست کرتے ہیں تمام پیغمبران علیہم السلام حضور علیہ السلام کی درگاہ عالیہ میں اپنے رتبہ پر کھڑے ہو کر آپ سے نقطۂ علم اور اعراب حکمت کی درخواست کر رہے ہیں یعنی تھوڑے سے علم اور تھوڑی سی حکمت کے طالب ہیں.

نمبر۴۔ ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (پارہ۴ آل عمران)

ترجمہ اللہ تعالی کی شان نہیں کہ وہ تمہیں غیب پر مطلع کرے۔ لیکن اللہ تعالی اپنے رسولوں میں سے جسے چن لیتا ہے۔

شان نزول :

معتبر تفاسیر میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خلقت وآفرینش سے قبل جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اس وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کون مجھ پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہ استہزا کہا کہ محمد مصطفےٰ ﷺ کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا باوجود یہ کہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔ اس پر سید عالم ﷺ نے ممبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔

عبداللہ ابنِ حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا ''میرا باپ کون ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حذیفہ۔ پھر حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہیں۔ اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں قرآن کے امام ہونے پر راضی ہیں آپ کے نبی ہونے پر راضی ہیں ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے۔ کیا تم باز آؤ گے پھر ممبر سے اترے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فائدہ:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید دو عالم ﷺ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے علمِ غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خدا ﷺ

رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علوم آپ کا معجزہ ہیں چنانچہ صاحبِ تفسیر کبیر اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

فَاَمَّا معرفت ذالک علیٰ سبیل الاعلام من الغیب فھو من خواصِ الانبیاء (تفسیر کبیر رازی)

ترجمہ: لیکن ان غیب کی باتوں کو باعلام اللہ جان لینا انبیاء کرام کی خصوصیت ہے اسی طرح صاحبِ تفسیر جمل اس آیت کے ماتحت فرماتے ہیں۔

والمعنیٰ ولکن اللہ یجتبی ای یعطفی من رسلہ من یشا فیطلعہ علی الغیب (التفسیر جمل)

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے یعنی برگزیدہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تو اس کو مطلع کردیتا ہے علم غیب پر۔ اس آیت اور تفاسیر کی عبارات سے معلوم اور واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کو برگزیدہ فرمالیتا ہے ان کو علمِ غیب دیتا ہے اور مطلع کردیتا ہے۔

قاعدہ:

اس مذکورہ آیت میں لفظ الغیب جو آیا ہے یہ اسم جنس معرف بالام ہے اور لام استغراق کا ہے کیونکہ معہود کوئی نہیں۔

کما تقرر فی علم الاصول والمعانی والنحو حیث قال اسم الجنس المعرف سواء کان وبالام او لا ضافتہ اذا استعمل ولم قرینہ تخصصہ ببض مایقع علیہ فھو الظاھر فی الاستغراق دفعاللترجیح بلا ھر مرجح شرح کافیہ اور **فاضل لاھوری ضربی زیدٌ قائما** کے معنی میں فرماتے ہیں۔

جب غیب جزوی مراد نہیں ہوسکتا تو یقیناً استغراق مراد ہوگا اور لفظ لکن استدراک کے لیے ہوتا ہے اور دو متنافی اور متضادی کلاموں کے درمیان ہوتا ہے۔

نمبر۳۔ چنانچہ صاحبِ حسینی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نہیں ہے اللہ تعالی کہ اطلاع دے تمہیں
منافقوں اور کافروں تمام مغیبات پر یعنی ما کان و ما یکون پر لیکن اللہ تعالی پسند کرتا ہے تمام مغیبات پر اطلاع دی۔ ما کان و ما یکون نبیوں میں سے اس پیغمبر کو جسے چن لیتا ہے۔

نتیجہ:

اب مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالی جس کو برگزیدہ فرمالیتا ہے اس کو جمیع غیوب ما کان و ما یکون کا علم غیب عطا فرمادیتا ہے۔ اور یہی ہمارا مدعا ہے۔

آیت نمبر۵۔ **یعلم ما بین ایدیهم و ما خلفهم** (آیت الکرسی پ۳) ترجمہ: وہ ان کے آگے اور پیچھے کے حالات جانتا ہے۔

تفسیر

آیت ہذا میں جمہور مفسرین نے یعلم کی ضمیر اللہ تعالی کی طرف راجع کی ہے لیکن بعض مفسرین نے اسے حضور علیہ السلام کی طرف بھی لوٹائی ہے چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں اس آیت کے ماتحت ہے۔

یعلم محمد صلی الله علیه وسلم ما بین ایدیهم من اوّلیاتِ الامر قبل الخلائق وما خلفهم من احوال القیامة

حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے کے اولیٰ معاملات بھی جانتے ہیں اور جو مخلوق کے بعد قیامت کے احوال ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔

روح البیان میں اسی آیتِ کریمہ کے تحت ہے۔

یعلم محمد علیه السلام ما بین ایدیهم من الامر الا ولیات قبل الخلاق وما خلفهم من احوال القیامة وفزع الخلق وغضب الرّب

حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے کے حالات جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مخلوقات کو پیدا کرنے کے پہلے کے واقعات اور ان کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں قیامت کے احوال مخلوق کی گھبراہٹ اور رب تعالیٰ کا غصب وغیرہ۔

آیت ۲: علم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدً الا من ارتضیٰ من رسول (پ۲۹ سورہ جن)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا وہی ہے وہ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا ہاں مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو پسندیدہ فرمالیتا ہے۔

تفسیر

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد اپنے خاص رسول کو غیب کا علم عطا فرمانے پر علیٰ غیبہٖ فرمایا ہے تو غیبہٖ ضمیر کا مرجع الغیب رکھا اور الغیب میں ال جنس کا ہے یہ تو ثابت ہو گیا کہ الغیب جب تمام غیوب کا عالم ہونا خدا تعالیٰ نے اپنے لیے بیان فرمایا ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ غیب مرجع الغیب ہوا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اپنے خاص رسول کو کل غیبوں کا علم عطا فرما دیتا ہے جب کل غیبوں کا علم اپنے خاص رسول کو عطا فرما رہا ہے تو کیا اس میں قیامت کا علم نہ ہوا قیامت کا علم بھی انہی غیوب میں داخل ہے تفاسیر کے حوالہ جات پڑھیے۔

علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ القوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

آنچہ بہ نسبت ہمہ مخلوقات غائب است غائب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت و احکام تکوینیہ و شرعیہ باری تعالیٰ درھر روز ھر شریعت و مثل حقائق ذات اوللہ تعالیٰ سبیل التفصیل ایں قسم را غیب

خاص اللہ تعالیٰ نیز فی نامند فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احداً پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ھیچکس را مگر کسے راکہ پسندمی کندو آں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک وخواہ از جنس بشر مثل حضرتِ مصطفےٰ علیہ السلام اور اظہار بعضے از غیوب خاصئہ خودمی فرماید (تفسیر عزیزی پ۲۹)

ترجمہ: جوچیز تمام مخلوقات سے غائب ہووہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور روزانہ اور ہر شریعت کے پیدائشی اور شرعی احکام اور جیسے خدا کی ذات (عقیدہ)

تفسیر روح البیان جلد۴ میں اسی آیت کی تفسیر میں مرقوم ہے۔

قال ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضٰی الذی یکون رسولہ وما لا یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول

یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ اس کا علم مختص ہے رسول مرتضٰی کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔ وصفات بر طریق تفصیل اس قسم کو رب کا خاص غیب کہتے ہیں پس اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا اس کے سوا جس کو پسند فرمالے اور وہ رسول ہوتے ہیں خواہ فرشتے کی جنس سے ہو یا انسان کی جنس سے جیسے حضرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر اپنے بعض خاص غیب ظاہر فرماتا ہے۔ شاہ صاحب کی اس تفسیر سے صاف واضح ہوگیا کہ عالم الغیب سے خدا تعالیٰ کے خاص غیب مراد ہیں جو کسی پر ظاہر نہیں فرماتا لیکن

الا من ارتضیٰ من رسول

رسولوں میں سے جس کو پسند کرے انہیں اس خاص غیب سے مطلع فرمادیتا ہے۔

تو خاص غیب ایک قیامت کے آنے کا وقت بھی ہے تو ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو قیامت آنے کے وقت سے بھی مطلع فرمادیا۔

علامہ علاءالدین تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

الا من یعطفیہ لر سالۃ ونبوتہ فیظھر علیٰ مایشاء من الغیب حتیٰ یستدل علیٰ نبوتہ بما یجز بہ من الغیبات فیکون معجزۃ لہ (تفسیر خازن)

ترجمہ: یعنی خدا جس کو اپنی رسالت اور نبوت کے لیے انتخاب کرے اور جس پردہ چاہے اس پردہ غیب کا اظہار فرمادیتا ہے تاکہ ان مغیبات سے جن کی وہ خبر دیتے ہیں ان کی نبوت پر کچھ دلیل پکڑی جائے اور یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔

فائدہ:

اس تفسیر سے بھی واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ رسولوں میں جس کو پسند فرمالیتا ہے انہیں غیب کا علم عطا فرمادیتا ہے اور یہ غیب خاص ہے جس میں قیامت کا علم ہونا بھی ثابت ہے۔

علمِ قیامت

قیامت کی آمد کے متعلق قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث کثیرہ میں اس قدر اشارات موجود ہیں کہ ان کا احصار مشکل ہے جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرورِ کونین علیہ السلام کو قیامت کے متعلق پورا علم خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ تفسیر فقیر کے رسالہ "مطلع الشمس فی علوم الخمس" میں ہے چند دلائل حاضر ہیں۔

عقیدہ:

حضور علیہ السلام باوجود جاننے کے بعض اُمور کے کتمان پر مامور تھے اور بعض کے اظہار پر مامور تھے۔ بعض اسرار الٰہیہ خواص کو بتائے گئے اور عوام سے چھپائے گئے اور بعض اسرار سربمہر رکھ دیئے گئے کہ جو ان کے اہل ہوں وہ معلوم کرلیں اور نااہل کی چشم سے پوشیدہ ہی رہیں مثلاً قرآن مجید کے حروف مقطعات ان کے مطالب سے راسخون فی العلم ہی آگاہ ہیں اور دوسرے ان رموز سے واقف نہیں جیسا کہ شیخ محقق شاہ عبدالحق

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں تحریر فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام کو ایک ایسا علم عطا کیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا گیا کیونکہ اس کے کتمان کا حکم دیا گیا ہے اس لیے کسی اور سے برداشت نہیں ہوسکتا۔ اس کے متعلق فقیر کا رسالہ ''علم یعقوب'' پڑھیے۔ علمِ قیامت کے متعلق حوالہ جات حاضر ہیں۔

(۱) صاحبِ تفسیر صاوی آیت **یسئلونک عن الساعته** کے ماتحت فرماتے ہیں۔

المعنیٰ لا یفید علمہ غیرہ تعالیٰ فلا ینافی ان رسول اللہ ﷺ لم یخرج من الدنیا حتی اطلع ماکان ومایکون وما ھو کائن ومن جھلتہ علم الساعتہ.

ترجمہ: معنیٰ یہ ہے کہ قیامت کا علم خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا پس یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ ان کو تمام گزشتہ و آئندہ واقعات پر مطلع فرمادیا جن میں قیامت کا علم بھی ہے علامہ صاوی کی عبارت سے واضح ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کو قیامت کا علم ہے کہ کس وقت آئے گی۔

(۲) علم عقائد کی معتبر کتاب شرح مقاصد آیت عالم الغیب تا من رسول کے ماتحت یوں درج ہے ملاحظہ فرمائیے۔

الخامس من الاعتم اضات المعتزلۃ المنکرین لکرامۃ الاولیاء قولہ تعالیٰ عالم الغیب تا من رسول الآیۃ. خص الرسل من بین المرتفین باطلاع علی الغیب فلا یطلع غیر ھم وان کانو اولیاء مرتفین والجواب من اھل السنۃ ان الغیب ھھنالیس العموم بل مطلق اومعین صووقت وقوع القیامۃ بقرینۃ اسباق ولا یعبد ایطلع علیہ بعض الرسل من الملئکۃ اوالرسل فیصح الاتثناء متصلا (شرح مقاصد جلد ثانی صفحہ ۲۵۰)

ترجمہ: معتزلہ جو اولیاء کرام کی کرامت کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ الا

من الرتضیٰ من رسولہ سے صرف رسل کے لیے علم غائب ثابت ہوسکتا ہے اولیاء اللہ کے لیے نہیں تو اہلسنت کی طرف سے جواب یہ ہے کہ یہاں غیب سے مراد عام غیب نہیں بلکہ مطلق یا معین علم وقوع قیامت ہے کیونکہ یہاں سے آیت قیامت کے ذکر میں چلی آرہی ہے۔ لہٰذا بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض رسل وملائکہ یا رسولوں میں سے مطلع فرمادے غیب پر پس اشثناء متصل ہے۔

شرح مقاصد کی عبارت سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض ملائکہ اور پسندیدہ رسولوں کو وقوعِ قیامت کا علم عطا فرمادیا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ زمانہ قدیم کے اہلِ سنت اور معتزلہ دونوں فریق اس بات پر متفق تھے کہ آیت میں الا من ارتضیٰ کا متصل ہے اور انبیاء کرام کے لیے علم غیب عطائی کا قول صحیح ہے اور علم وقوع قیامت بھی ان میں جس کو پسند فرمالیتا ہے یعنی مطلع فرمادیتا ہے۔ اس زمانہ کے معتزلہ قدیم کے معتزلہ سے بدتر ہیں علم غیب انبیاء کرام کے بھی منکر ہوگئے حالانکہ زمانہ قدیم کے معتزلہ صرف اولیاء کے علم غیب کے منکر تھے اسی لیے فقیر کہا کرتا ہے کہ یہ لوگ انکار ولایت میں معتزلہ کے اور انکار کمالات نبوت میں منافقین کے وارث ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے (ابلیس تا دیوبند)

نمبر۳۔ امام قسطلانی نے ارشاد الساری میں فرمایا۔

ولا یعلم متیٰ تقوم الساعة احد الا من ارتضیٰ من رسول فانه یطلع علی من یشاء من غیبه والولی تابع له یا خذعنه

ارشاد الساری وھذا فی بخاری ص ۱۸۶ ج ۲ ترجمہ: اور نہیں جانتا کوئی کہ قیامت کب قائم ہوگی مگر رسولوں میں جس کو چن لیتا ہے بس بے شک اس کو مطلع فرمادیتا ہے جس کو چاہے اس غیب پر اور ولی بھی تابع اس سے یہ علم اخذ کرلیتے ہیں۔ ان تمام دلائل سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو وقوع قیامت کا علم ہے نیز قرآن کریم کی ایک آیت یا کسی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم قیامت نہیں دیا گیا یہ نفی تو ہرگز ہرگز نہیں۔

ولیس من شرط النبی ایعلم الغیب بغیر تعلیم من اللہ

تو پھر یہ محض دشمنیءرسول کی بناپر کہنا ہے کہ آپ کو قیامت کا علم نہیں تھا۔

تجربہ اویسی:

فقیر کا تجربہ ہے کہ ان لوگوں کو رسول وولی کامل کا کمال سنایا جائے تو شرک نظر آئے گا اگر غیر کا ہو تو اسے عین اسلام کہتے ہیں۔ مثلاً علمِ قیامت نبی کے لیے نہیں مانتے لیکن اسرافیل کے لیے ماننا پڑا۔

ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری فاذا ھم قیام ینظرون (پ۲۴ سورۂ زمر)

ترجمہ: اور جب صور پھونکنے والا صور پھونکے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمان وزمین میں ہیں اور پھر دوبارہ صور پھونکے گا تو وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ صاحبِ صور حضرتِ سیدنا اسرافیل علیہ السلام قیامت سے پہلے صور پھونکیں گے اگر حضرتِ اسرافیل علیہ السلام کو وقتِ قیامت معلوم نہ ہو تو پھر صور کیسے پھونکیں گے۔ آیت نفخ فی الصور اور علم اسرافیل علیہ السلام کی وسعت کا بیان شرح مراۃ الدلائل' میں دیکھئے۔

آیت نمبر ۷ **ویکون الرسول علیکم شھیداً** (سورہ بقرہ)

ترجمہ: اور ہوں گے رسول تم پر گواہ چشم دید

چنانچہ ملاحظہ ہو تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں:

باشد رسول شمابرشما گواہ زیرا کہ او مطلع است ' بنور نبوت برمرتبہ ھر متدین بدین خود کہ درکدام درجہ از دین من رسیدہ

وحقیقت ایمان چیست وحجابی که بدان از ترقی محجوب مانده است کدام محجوب است پس اولیے ثنا سد گناتانِ شمارا ودرجاتِ ایمان شمارا راواعمال شمارا اودرجات نیک و بد شمارا و اخلاق و نفاق شمارا. لهذا شهادت اودر دنیا بحکم شرع درحق رحمت مقبول و واجب العمل است و آنچه آواز فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابه و ازدواج اهلِ بیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس ومهدی و مقتول دجال یا از معائب و مثالب حاضران و غائبان میفرمائنداعتقاد بدان واجب است وازیں است که در روایات آمده که هر نبی را برا عمال امتیان خو دمطلع مے سازند که فلاں امروز چنیں میکندوفلانے چنا تاروز قیامت رو شهادت تو اند کرد.

ترجمہ: فارسی عبارت:

یعنی ہوں گے رسول تمہارے تم پر گواہ اس طرح کہ ان کو اطلاع دی ہے ہر اس شخص کے دین کے متعلق جس پر وہ قائم ہے اور وہ میرے دین کے کس درجہ پر ہے اور اس کے ایمان کا درجہ اور حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ جس نے باز رکھا ہے اس کو ترقی کے راستہ سے پس وہ پہچانتے ہیں تمہارے گناہوں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے نیک و بدعملوں کو اور نیت کے خالص اور غیر خالص ہونے کو لہذا رسول اللہ ﷺ کی گواہی اپنی امت کے حق میں بحکم شریعت مقبول اور واجب العمل ہے اور وہ جو آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانے کے موجودہ لوگوں مثلاً صحابہ ازواج اہلبیت اور اپنے زمانے کے بعد آنے والے لوگوں مثلاً اویس ومہدی ومقتول دجال کے فضائل ومناقب یا حاضران وغائبان کے مصائب ورذائل کے متعلق فرمادیا ہے اس پر اعتقاد واجب ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ ہر نبی کو اس کی امت کے اعمال سے مطلع کردیا جاتا ہے کہ فلاں نے آج ایسا ویسا کیا تاکہ روزِ قیامت اس کی شہادت دے سکے۔ اس آیت کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب

''حاضر وناظر'' میں ہے۔

آیت نمبر ۸۔ وعلمک مالم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما (پ۵' سورہ نساء)

ترجمہ: اے محبوب تمہیں سکھا دیا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ نہ جانتے تھے۔ اور آپ پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ (تفسیر آیت)

واضح ہو گیا کہ آپ کو تمام امور کا علم عطا فرمایا جو بھی آپ نہ جانتے تھے اس کی مزید تشریح مفسرین سے سنیئے۔ امام المفسرین ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

وعلمک مالم تکن تعلم من خبر الاولین والآخرین وما کان وماھو کائن قبل ذالک من فضل اللہ علیک یا محمد مذخلقک (تفسیر ابنِ جریر)

ترجمہ: اور سکھا دیا اللہ نے جو آپ نہ جانتے تھے تمام اولین وآخرین کی خبریں اور جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے پہلے اس سے۔ آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے اے محمد ﷺ جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔

تفسیر ابنِ جریر کی عبارت سے ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ کو پیدائش سے پہلے ہی اولین وآخرین گزشتہ اور آئندہ تمام امور کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

صاحبِ تفسیر عرائس البیان اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

وعلمک مالم تکن تعلم ای علوم عواقب الخلق علم ما کان ومایکون (عرائس البیان)

ترجمہ: سکھا دیا اللہ تعالیٰ نے جو آپ نہ جانتے تھے یعنی تمام خلقت کے عواقب اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم مرحمت فرما دیا۔

فائدہ:

تفسیر عرائس البیان سے بھی واضح ہو گیا کہ حضور سید عالم ﷺ کو ساری کائنات کے عواقب اور ماکان ومایکون کا علم ہے۔

وعلمک ما لم تکن تعلم انچه نبودی که خود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر و جمهور گفته انداکه آں علم است بربوبیت حق سبحانه وجلال او شناختن عبودیت و قدر حال اور دربجر الخائق میفر مائد که آں علم ما کان ومایکون است که حق سبحانه تعالی درشب اسرا بداں حضرتِ علیه السلام عطا فرموده چنانچه در احادیث معراجیه آمده است که درز یر عرش نظر در حلق من ریختند فعلمت ماکان وما یکون پس دانستم بود وانچه خواهد بود (تفسیر حسینی)

ترجمہ: اے محبوب علمک مالم تکن تعلم خفیات اور مکنونات ضمائر جو آپ نہ جانتے تھے ہم نے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ وہ ربوبیت وجلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر وحال کا پہچاننا ہے اور بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ علم مان کان اور ما یکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شبِ معراج میں حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا چنانچہ احادیث معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش سے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفور فیضان سے ماکان اور مایکون یعنی گزشتہ اور آئندہ کے سب امور کا علم ہو گیا۔

فائدہ:

ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ماکان و ما یکون یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے ہر شے کا علم ہے۔

نمبر۳: وعلمک مالم تکن تعلم من الاحکام ولغیب

تفسیر جلالین میں لکھا دیا تو آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے یعنی احکام اور غیب۔ تفسیر جلالین کی عبارت سے واضح ہو گیا کہ تمام احکام اور علمِ غیب آپ کو عطا فرمایا گیا صاحبِ تفسیر خازن ص۵۹۶ ج۱۱ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

وعلمک مالم تکن تعلم یعنی من احکام الشرع و امور الدین

وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علیٰ ضمائر القلوب من احوال المنافقین وکیدھم مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد ﷺ عظیما (تفسیر خازن)

مذکور عبارت کا حاصل یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت اور دین کے کام سکھا دیئے۔ ایک قول کے مطابق یہ معنی ہیں کہ آپ کو چھپی ہوئی چیزیں سکھائیں۔ اور دلوں کے رازوں کا علم عطا فرمایا اور منافقین کے مکروفریب کا علم دیا گیا۔

فائدہ:

انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمائیں کہ ایسے روشن دلائل کے ہوتے ہوئے جو لوگ حضور علیہ السلام کے علم ما کان وما یکون کا انکار کرتے ہیں وہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ میں عیب اور نقص ثابت کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ سکھانے والا ہے حضور سیکھنے والے ہیں۔

سوال: اگر کوئی کہے کہ علمک مالم تکن تعلم سے صرف احکام شرعی مراد ہیں اگر احکامِ شرعی مراد نہ لیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان علم الانسان مالم یعلم سکھا دیا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ہر شخص کو علمِ غیب ہے لہذا علمک مالم تکن تعلم آپ کا بیان کردہ معنیٰ مراد لینا غلط ہے۔

جواب: علمک مالم تکن تعلم کے مقابل مذکورہ آیت سے ہر شخص کے لیے ما کان وما یکون یا علمِ غیب ثابت کرنا بڑی جہالت ہے کیونکہ الانسان سے علم الانسان میں فرد کامل مراد ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ ہیں جیسا کہ سورۃ الرحمٰن کی آیت میں آیا ہے۔

قرآن مجید میں جملہ علوم کا بیان:

گزشتہ اوراق محض تمہید ومقدمہ کے طور پر تھے تا کہ ناظرین کے اوہام صاف ہوں کہ جس رسول پاک ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے علوم واسرار ورموز سے

حامل ہیں اب تصریحات پڑھیئے جن میں واضح ہے کہ قرآن مجید میں ۱۸ ہزار عالم کے ذرہ ذرے کا بیان ہے۔

آیاتِ قرآنی در بیان علومِ قرآنی

ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شئی

ترجمہ: ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا جس میں تمام موجودات کا روشن بیان فرمادیا ہے۔

فائدہ:

اس آیت کے متعلق مفسرین ابنِ جریر رحمۃ اللہ علیہ وابن ابی حاتم اپنی تفسیروں میں سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔

قال ان اللہ تعالٰی انزل الکتب تبیانا لکل شئی. ولقد علمنا بعضا مما بین لنا القرآن ثم تلاونزلنا علیک الکتب تبینا لکلِ شئی.

اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب جملہ موجودات کے روشن بیان کردینے کو اتاری اور ہم قرآن میں سے جتنا انہوں نے ہمارے لیے بیان فرمایا اس میں سے بھی بعض ہی جانتے ہیں پھر یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم پر یہ کتاب جملہ موجودات کا روشن بیان فرمادینے کو اتاری قرآن عظیم نے لنا یعنی امت کے لیے جتنا بیان فرمایا اس کا بھی کل ہم نہیں جانتے چہ جائیکہ جو اپنے حبیب ﷺ کے لیے بیان فرمایا یہ اس لیے کہ خلفاء رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا علم حضرتِ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم سے زائد تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شئی

قرآن بناوٹ کی بات نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور جملہ موجودات کی تفصیل ہے۔

فائدہ:

ابنِ سراقہ کتاب الاعجاز میں امام ابوبکر بن مجاہد سے راوی ہیں۔

قال مامن شئی فی العلم الاوھو فی کتاب اللہ تعالیٰ

تمام عالم میں کوئی ایسی نہیں جو قرآن میں نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مافرطنا فی الکتب من شئی ہم نے اس کتاب میں اٹھانہ رکھی۔

امام جلیل سلیمان اپنی تفسیر میں اور علامہ سلیمان جمل فتوحات میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

اختلفوا فی الکتبْ المرادیہ اللوح المحفوظ وعلی ھذا فالعموم ظاھر لان اللہ تعالی اثبت ماکان وما یکون وقبل القرآن وعلی ھذا فھل العموم باق منھم من قال نعم وان جمیع الاشیاء مثبت فی القرآن اما بالتصریح واما باالایمانء ومنھم عن قال انہ یراوبہ الخصوص والمعنے من شئی یحتاج الیہ المکلفون.

آیت میں دوقول ہیں ایک یہ کہ کتاب سے لوحِ محفوظ مراد ہے یوں تو عموم ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے اس میں تمام ماکان و ما یکون تحریر فرمادیا دوسرا یہ کہ قرآن کریم مراد ہے یا اب بھی عموم باقی ہیں ائمہ میں سے ایک فریق فرماتا ہے ہاں اب بھی عموم ہے اور فرماتا ہے کہ جمیع موجودات قرآن مجید میں مذکور ہیں خواہ صاف صریح خواہ اشارہ اور دوسرا فریق خصوص مراد لیتا ہے کہ جتنی اشیا کی مکلفون کو حاجت ہے آیت مذکورہ میں یہی قول ائمہ تفسیر خازن میں یوں مفسر فرمایا یعنی:

ان القرآن مشتمل علیٰ جمیع الاحوال'

قرآن مجید میں تمام احوال کا بیان ہے۔

فائدہ:

مذکورہ بالا بیان نہ صرف علمائے شریعت کا ہے بلکہ علمائے طریقت کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ امام شعرانی طبقات الکبریٰ شریف میں حضرتِ سیدی ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں۔

لو فتح الحق تعالیٰ عن اقفال اسد و لا طلحتم علی مافی القرآن عن العلوم و استغنیتم عن النظر فی سوا فان جمیع مارقم فی صفحات الوجود وقال تعالی مافر طنافی الکتب من شئی

اگر حق تعالیٰ تمہارے دلوں کے قفل کھول دے تو قرآن میں جو علوم ہیں تمہیں نظر آئیں اور پھر اس کے سوا کسی چیز کو دیکھنے کی تمہیں حاجت نہ رہے کہ تمام صفحات وجود میں جو کچھ مرقوم ہے یعنی جملہ موجودات عالم سب کا بیان قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

فائدہ:

مفسرین نے الکتب سے قرآن مجید مراد لیا ہے ان کے حوالہ جات فقیر کی کتاب ''مراۃ الدلائل'' اوران کی اصلی عبارت ''شرح المسائل فی مرآۃ الدلائل'' میں دیکھئے۔

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین.(پ ۷ انعام)

ترجمہ: اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

تفسیر:

عالمِ کائنات کے ذرہ ذرہ کا بیان قرآن مجید میں ہے یہاں تک کہ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا کہ میں اپنے اونٹ کے باندھنے والی رسی کا ذکر بھی قرآن مجید میں پاتا ہوں کہ اگر وہ گم ہوجائے تو بھی اس کا بیان قرآن مجید میں

دیکھتا ہوں اس سے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہونی چاہیے جو کہتے ہیں رطب و یابس سے صرف احکامِ شرعیہ مراد ہیں۔

نوٹ:

آیت میں کتاب مبین سے قرآن مجید مراد ہے حوالہ جات کے لیے فقیر کی کتاب ''مراۃ الدلائل'' دیکھیں اور اگر اس سے لوحِ محفوظ مراد ہو تب بھی ہمارا مدعا حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نہ قرآن مجید کے علوم اوجھل ہیں نہ لوحِ محفوظ بلکہ آپ کے نیاز مندوں کو بھی اتنی وسعتِ علمی نصیب ہے کہ جس کو سن کر منکرین دین اور دشمنانِ اسلام کے عقل چکرا جاتی ہے۔

مافرطنا فی الکتب من شئی (پ ۷ س انعام)

ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی سب کو لکھ دیا ہے۔

مندرجہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ الکتٰب سے قرآن مراد ہے۔

خازن مدارک ج ۲ ص ۲۱۲ جمل ص ۱۳ ج ۲ تفسیر روح البیان ص ۱۵ ج ۲ تفسیر اتقان ص ۲۱۲ ج ۲۳ الطبقات الکبری شعرانی عرائس البیان احیاء العلوم وغیرہ وغیرہ نمونے کے طور پر چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

ان القرآن مشتمل علیٰ جمیع الاحوال

ترجمہ: بے شک قرآن تمام احوال پر مشتمل ہے۔ (خازن)

تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے۔

ای مافرطنا فی الکتٰب ذکر احد من الخلق لکن لا یبصر ذکرہ الکتاب الا المویدون بانوار المعرفتہ (عرائس البیان)

ترجمہ: اس کتاب میں مخلوقات میں سے کسی کا ذکر نہیں چھوڑا مگر اس کو کوئی اس آدمی کے سوا نہیں دیکھ سکتا جس کی تائید انوار معرفت سے کی گئی ہو۔ علامہ شعرانی طبقات الکبریٰ میں اسی آیت کے تحت مافرطنا کے متعلق فرماتے ہیں۔

لو فتح اللہ و استغثیتم عن النظر فی سواہ فان فی جمیع مارقم فی صفحات الوجود قال اللہ تعالیٰ مافرطنا فی الکتب من شئی۔

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے قفل کھول دے تو تم ان علموں پر مطلع ہو جاؤ جو قرآن میں ہیں اور تم قرآن کے سوا دوسری چیز سے لاپروا ہو جاؤ کیونکہ قرآن میں وہ چیزیں ہیں جو وجود کے صفحوں میں لکھی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی شے نہیں چھوڑی۔

تفسیر اتقان میں بھی درج ہے۔

مامن شئی فی العالم الاھو فی کتاب اللہ تعالیٰ (تفسیر اتقان)

ترجمہ: عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جو قرآن مجید میں درج نہ ہو

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ لوحِ محفوظ میں جمیع علوم ہیں اور لوحِ محفوظ کی تفصیل قرآن میں ہے تو حضور آقائے نامدار احمدِ مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے عالم ہوئے جیسا کہ ابتداء میں بیان ہو چکا ہے تو ثابت ہوا کہ لوح محفوظ اور قرآن مجید کے تمام علم حضور علیہ السلام جانتے ہیں۔

ماکان حدیثا یفتریٰ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شئی (پ۱۳ یوسف)

ترجمہ: قرآن وہ چیز نہیں جو گھڑی گئی ہو بلکہ اگلی کتابوں کی تفصیل و تصدیق ہے ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔

تفسیر روح البیان ص ۱۶ ج ۲ وغیرہ میں اس کی تفصیل لکھی ہے جسے فقیر نے رسالہ ''علمِ غیب فی القرآن'' میں تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔

تفصیل الکتٰب لاریب فیہ (پ ۱۱ یونس)

ترجمہ: اور یہ قرآن لوحِ محفوظ کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت ہے تفصیل الکتاب تبین اللہ تعالیٰ من

الاحکام

آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو احکام وغیرہ لوحِ محفوظ میں لکھے ہیں قرآن مجید میں اس کا بیان تمام ہے۔

فائدہ:

ظاہر ہے کہ لوحِ محفوظ حضور علیہ السلام کے علوم کا ایک حصہ ہے جیسا کہ عنقریب آتا ہے ذیل کی تفاسیر ملاحظہ کریں کہ آیت میں لوحِ و محفوظ مراد ہے۔

(جمل ص ۳۴۹ ج ۲ صاوی ص ۱۶۱ ج ۲)

ان کی اصل عبارات فقیر کی کتاب ''شرح المسائل فی مرآۃ الدلائل'' میں درج ہیں.

☆☆

باب دوم

فی ضوابط اصول التفسیر ☆

فقیر اویسی غفرلہ نے احسن البیان جلد دوم میں تفصیل سے قواعد ضوابط لکھے ہیں چند ایک یہاں عرض کرتا ہوں۔ قرآن پاک میں جہاں عموم واقع ہوتا ہے اس میں تخصیص جائز نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ بھی تفصیل سے لکھا ہے کہ عموم کے الفاظ کون کون سے ہیں اور ہمارے موضوع میں قرآن شریف کے متعلق جو قرآن شریف میں ہر شئی کے بارے میں بیان وتفصیل کا ہم نے دعویٰ کیا ہے وہ تمام آیات اپنے عموم پر جو دین ودنیا کی ہر چیز بلکہ جمیع موجودات پر مشتمل ہیں اس میں امور دنیا کی تخصیص نہیں جیسا کہ مخالفین کہتے ہیں۔ دعویٰ بلا دلیل ہے اس لیے مردود ہے کیونکہ عمومات نصوص قطعیہ کسی کے قول اور ظنی دلیل سے تخصیص نہیں پاتے اور مخصص نص قطعی میں موجود نہیں اگر مخالفین کے پاس ہے تو ان آیات کی تخصیص باامور دینیہ پر قطعی الثبوت الدلالۃ نص پیش کرے جیسے ہم نے اس دعویٰ میں یعنی اپنے دعویٰ میں نصوص قطعیہ علی سبیل العموم پیش کیا ہے۔

قاعدہ:

مخالفین جتنی آیات نبی پاک ﷺ کے علم مبارک کی نفی میں پیش کرتے ہیں وہ اصول تفسیر کے قواعد وضوابط کے خلاف ہے کیونکہ مخالفین جو آیت پیش کرتے ہیں وہ یقیناً قرآن مجید کے مکمل نازل ہونے سے پہلے کی ہیں جو علم مناظرہ کے قاعدے پر غلط ہے ہمارا دعویٰ تو ہے علم کلی کا حضور اکرم ﷺ پر نزول قرآن کے اختتام تک اور یہ وہ آیتیں پیش کرتے ہیں جو ابھی نزول قرآن کی تکمیل نہیں ہوئی ایسے ہی احادیث مبارکہ کا حال ہے کہ اکثر تو نزول قرآن کی تکمیل سے پہلے کی ہیں اگر بعد کی بھی ہوں تو خبر واحد تو بھی اخبار احادیث میں اور خبر واحد اگر صحیح ہو اگرچہ صحاح ستہ کی ہو نفی میں نہیں پیش ہوسکتی کیونکہ وہ

---

[1]۔ ملنے کا پتہ قطب مدینہ پبلشرز عطاری کتب خانہ شہید مسجد کھارادر کراچی۔

دلیل ظنی ہے اور کل شئی کا بیان وعلم کل نص قطعی وآیت قرآن سے ثابت ہے۔

قاعدہ۳: احادیث کے ورود کی تاریخ اکثر نامعلوم ہوتی ہے اگر معلوم ہوتو بعد نزول قرآن آیات اثبات میں احادیث نفی کون ناسخ یا مخصص ماننا پڑے گا ظنی دلیل قطعی دلیل کی ناسخ ہوسکتی ہے نہ مخصص کل عمومیت یہاں قطعی ہے تخصیص عقلی کے بعد بھی عام افادہ میں قطعی ہوا کرتا ہے فلہٰذا مخالفین کسی طرح بھی ہماری پیش کردہ آیات اثبات کے مقابلہ میں آیات نفی واحادیث پیش نہیں کرسکتے باقی قواعد فقیر کی کتاب ''احسن البیان'' میں پڑھیے۔

سوال: جمیع العلوم فی القرآن کا استدلال تم نے نزلنا علیک الکتاب تبیان کل شئی سے کیا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ اس میں تو صیغہ ماضی ہے اور دعویٰ تمہارا ما کان کے ساتھ ما یکون مستقبل کا بھی ہے۔ مستقبل کا ذکر نہ ہونا دلیل دعویٰ کے مطابق نہ ہوئی بقاعدہ مناظرہ استدلال صحیح نہ ہوا۔

الجواب: قرآن پاک کا جو حصہ زمانہ آئندہ میں نازل ہونے والا تھا اس کا نزول چونکہ یقینی تھا لہٰذا صیغہ ماضی سے بیان کیا گیا اور زمانہ مستقبل میں یقینی واقع ہونے والی چیز کو صیغہ ماضی سے تعبیر کرنا کتاب وسنت میں بکثرت واقع ہے۔ مثلاً

ونفخ فی اصور فعق من فی السمٰوات ومن فی الارض

وغیرہ جیسا کہ علم معانی اور علم نحو پڑھنے والے کو معلوم ہے۔ تفصیل تطویل لا طائل ہے۔ شئی کے علم کی نفی صراحۃً ہو اس کا جواب آج تک کسی منکر سے نہ ہوسکا اور نہ قیامت تک ہوسکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم کہتے ہیں مخالفین میں سے ہر چھوٹے بڑے بھی ہرگز اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

(ھا تو برھانکم ان کنتم صدیقین)

آیت نفی عموماً فرفر کر پڑھتے ہیں ہماری مذکور بالا تقریر سے تمام بے محل اور اسلامی ضوابط وقواعد کے لحاظ سے بے سود ہیں۔ ایسے ہی جتنا احادیث مبارکہ رسول اللہ ﷺ کے علم کی نفی میں پڑھتے ہیں سب غلط ہیں اس لیے کہ وہ جملہ احادیث مبارکہ خبر واحد ہیں۔

ہمارے پیش کردہ دلائل نصوص قطعیہ علیٰ سبیل العموم ہیں اخبار واحد نصوص قطعیہ کے مقابلہ میں پیش نہیں کی جاسکتی جب ہم قواعد کے باب میں لکھ آئے ہیں فن تفسیر کے قواعد وضوابط سمجھنے کے بعد اب چند فوائد ذہن نشین کیجئے تاکہ مخالفین کسی وقت بھی کوئی غلط وجہ استعمال نہ کرسکیں وہ آیت واحادیث جن میں نفی ہے اسکا اصولی جواب وہی ہے جو مذکور ہوا ہے چند اور بھی ہیں۔

جواب نمبرا: وہ آیات اکثر مکیہ ہیں پھر بعض ان میں منسوخ ہیں۔

جواب نمبر۲: ان آیات واحادیث سے قبل از اطلاع کی نفی ہے پھر بعد میں اطلاع دے دی گئی جیسا کہ ثبوت کی آیات واحادیث دلالت کرتی ہیں۔

نمبر۳: ان سے عدم توجہ مراد ہے توجہ کا نہ ہونا علم کی نفی نہیں کرتا بسا اوقات علم ہوتا ہے اور توجہ نہیں ہوتی (سوال) نفی کی آیت میں بھی عموم ہے پھر تطبیق کس طرح ہوگی جواب ہم نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی کے ثبوت کے متعلق آیاتِ قرآنیہ پیش کی ہیں وہ عام ہیں جن سے کسی چیز کو خاص و مستثنیٰ نہیں کیا گیا اور عام افادۂ استغراق میں قطعی ہوا کرتا ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر معمول رہیں گی بد دلیل شرعی تخصیص ظنیات قول تابعی یا صحابی یہاں تک کہ خبر واحد کتنے اعلیٰ درجہ کی صحیح کیوں نہ ہو اس سے نہیں ہوسکتی بلکہ تخصیص متراخی فسخ ہے اور اخبار کا منسوخ ہونا نہیں ہوسکتا جیسا کہ مجمع البحار میں ہے۔

الخصوص علیٰ ظواهر ها و الله ول عنها الیٰ معان باطن الحادو

(ص ۵۳۰ ج ۳)

فلهذا ابنابریں بعض احادیث وآثار ظنیات کو دیکھتے ہوئے نصوص قرآنیہ مثبتہ علم کلی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ نہیں دی جاسکتی۔

وہ احادیث وآثار جن میں صراحۃً بعض اشیاء کی نفی ہے وہ قبل از اطلاع پہ محمول ہوگی کما قال بعض المحدثین اور از روئے آیت ونزلنا علیک الکتاب تبیانا کل شئی حضور علیہ السلام کے لئے ہر چیز کے علم کا ثبوت بعد از نزول مکمل قرآن ہوتا ہے اور مکمل

قرآن کے نازل ہونے کے بعد کوئی قطعی دلیل ایسی نہیں کہ جس میں ما کان و ما یکون سے بعض چیزوں کی اطلاع کی نفی مذکور ہو۔ باقی رہیں ظنیات وہ بھی بعد ثبوت بعدیت قطعی آیت کی تخصیص نہیں کر سکتیں اور نہ اخبار کا نسخ ہوا کرتا ہے۔ (کما فی الاصول) بعض علماء کے اقوال فریق مخالف کے نزدیک تو کسی پیر اور عالم ومفسرین ومحدث کی بات حجت نہیں تو پھر وہ ان سے دلیل کیسے پکڑتا ہے۔ نہ ان سے یہ لازم کہ حضور کے لئے علم کلی کا مثبت مشرک ہے جیسے فریق مخالف کہتا ہے اور نہ ان سے یہ ثابت کہ ساری امت محمد یہ ان بعض چیزوں کی عدم اطلاع کی قائل بلکہ اکثر اہل باطن عرفاء کرام اور بعض علماء ظاہر کا خاص انہیں چیزوں کے متعلق صاف ثبوت کہ ان پہ بھی حضور مطلع ہیں جن کے صرف حوالے اسی خصوصیت کے اول میں مذکور ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے ہدہد نے اپنے علم پر بلقیس کے تخت کو عرش عظیم کہا ایسے ہی روایت من کل شئی میں بھی اپنے علم کے مطابق کل کا لفظ بولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل شئی کے علم کا فرمایا ہے۔ افسوس مخالفین کی جہالت پر کہ اللہ تعالیٰ کے قول کا قیاس ہدہد پر کر لیا۔

سوال: حضور علیہ السلام کا علم کلی استغراقی ثابت کیا گیا ہے لفظ ما اور لفظ کلی اور نکرہ تحت نفی وغیرہ کے عموم سے ثابت ہے۔ حالانکہ ہر جگہ ان سے استغراق حقیقی مراد نہیں ہوتا چنانچہ آیت قرآنیہ اور اہل لغت واصولی کے کلمات شاہد ہیں اور اِن آیات میں استغراق حقیقی تم بھی نہیں مانتے تو اِن آیت میں عموم واستغراق کیوں مانتے ہو جو حضور علیہ السلام کے علم سے متعلق ہیں۔

الجواب نمبر ا۔

بعض جگہ لفظ ما اور لفظ کل وغیرہ میں استغراق کا نہ ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ بعض دوسری جگہ میں بھی استغراق نہ ہو منطقی قاعدہ ہے کہ سلب جزوی سے سلب کلی نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ آیات کہ مافی السمٰوات وما فی الارض اور وھو بکل شئی علیم ودیگر آیات عمومیہ متعلقہ بالوہیت میں بھی عموم واستغراق نہ ہو۔ نمبر ۲۔ الفاظ عمومیہ متعلقہ بشانِ

نبوت کو ان الفاظ عمومیہ پر قیاس کر کے جو غیر نبی کے حق میں وارد ہیں عموم واستغراق کو توڑنا یہ حماقت اس شخص کی حماقت سے کم نہیں جو الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان الوہیت کو ان الفاظ عمومیہ جو عوام الناس کے حق میں وارد ہیں ہر قیاس کر کے ان کا عموم واستغراق توڑتا ہے یہ پہلے ہم لکھ آئے ہیں تاکل عمومیہ میں بعض جگہ تخصیص موجود ہے اسکی مزید تفصیل فقیر اویسی غفرلہٗ کی کتاب احسن التحریر فی تقاریر دورہ تفسیر میں'' ہے۔

استغراق حقیقی مراد نہیں بلکہ وہاں عام مخصوص عنہ بعض کہلایا اور بعض جگہ یہی الفاظ عمومیہ اپنے اصل اور حقیقی معنیٰ کی رو سے مفید عموم واستغراق ہیں چونکہ وہاں اس نوعیت کی دلیل تخصیص موجود نہیں۔ حضور علیہ السّلام کی وسعت علمی کے بارہ میں جو کتاب وسنت میں لفظ ماوکل وغیرہ الفاظ وکلماتِ عمومیہ موجود ہیں یہ اپنے اصلی وحقیقی معنیٰ عموم اور استغراق پر ہیں اور جب تک معنیٰ حقیقی متعذر نہ ہو مجاز کی طرف رجوع صحیح نہیں اور جب تک اسی نوعیت کا مخصص متصل نہ ہو تخصیص نا قابل قبول ہوتی ہے حضور علیہ السلام کے حق میں ان کلمات عمومیہ کا معنیٰ نہ مشکل نہ محال ہے بلکہ ممکن اور واقع ہے فلھٰذا اِن آیات کو مخصوص عنہا البعض سمجھنا جہالت ہے۔ (سوال) ہمارے عموم کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابریِ علم کو ثابت کرتا ہے اور یہ کہنا کہ تا قیامت اور ازل اوّل مخلوق تخلیق سے برابری کا وہم ہو جا تا ہے صحیح نہیں۔ کیونکہ عموم سے اس خصوص پر کوئی دلیل قرآنی نہیں اور نہ ہی احادیث متواتر تم نے اپنے طور تخصیص کی ہے تو خرابی لازم نہیں آتی پھر ہم تخصیص از خود نہیں کرتے بلکہ آیات قرآنیہ سے یا احادیث صحاح کے ذریعے۔

جواب: یہاں آیت میں تخصیص نہیں بلکہ عقلی استثناء ہے کیونکہ رب کا علم غیر متناہی ہے مخلوق کا دماغ غیر متناہی علوم نہیں ہوسکتا برہان ابطالِ تسلسل وغیرہ سے لہٰذا متناہی ہوگا۔ احادیث سے پتہ لگا کہ قیامت تک کی حضور نے خبر دی اسی لیئے دعویٰ کیا گیا استثنا کا اور حکم ہے اور تخصیص کا حکم دوسرا ہے مثلاً اقموا الصلوٰۃ سے بچہ دیوانہ حائضہ خارج ہے۔ یہ تخصیص نہیں بلکہ استثناء ہے۔

سوال: جن آیات میں کل شئی کا ذکر فرمایا گیا ایسے ہی مالم تکن تعلم میں صرف شریعت کے احکام مراد ہیں۔

سوال نمبر۲۔

کل شئی غیر متناہی بے انتہا ہیں اور غیر متناہی چیزوں کا علم خدا کے سوا کسی کو ہونا منطقی قاعدہ سے بالکل اور قطعی باطل ہے دلیل تسلسل ہے۔ بہت سے مفسرین نے کل شئی کا معنیٰ کئے ہیں امور الدین جیسے حلال وغیرہ یعنی دین کے احکام۔قرآن پاک میں بہت سی جگہ کل شئی فرمایا گیا ہے مگر اس سے بعض چیزیں مراد ہیں جیسے و اوتیت من کل شئی بلقیس کو کل شئی دی گئی حالانکہ بلقیس کو بعض چیزیں ہی دی گئی تھیں ایسے ہی اور کئی مثالیں ہیں جو قرآن واحادیث میں موجود ہیں عربی زبان میں کلمہ کل اور حکمہ عموم کے لئے آتے ہیں اور قرآن کا ایک ایک کلمہ قطعی ہے اس میں کوئی قید لگانا محض اپنی قیاس سے جائز نہیں قرآن کے عام کلمات کو حدیث احاد سے بھی خاص نہیں بنا سکتے چہ جائیکہ محض اپنی رائے سے جیسے اوپر گذرا۔

جواب نمبر۲. کل شئی غیر متناہی نہیں بلکہ متناہی ہیں تفسیر کبیر زیر آیت و احصیٰ کل شئی عددا ہے۔

قلنا لاشک ان احصاء العدد انما یکون فی المتناهی فا ما لفظته کل شئی فانها تدل علی کونیه غیر متناه لان الشئی عبدفاهو الموداتْ. ولموجودات مناهة فی العدد.

اس میں شک نہیں کہ عدد سے شمار کرنا متناہی چیز میں ہوسکتا ہے لیکن لفظ کل شئی اس شی کے غیر متناہی ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک شئی موجودات ہی ہیں اور موجود چیزیں متناہی میں شمار ہیں تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے تحت

واحصیٰ کل شئی عددا. وھٰذہ الآیتہ مما یستدل بہ علیٰ ان المعدوم لیس بشئی لا نہ لو کان شیانکاتتِ الاشیاء غیر متناھیتہ و کونیہ

احصیٰ عدد ھا یقتضی کونھا متناھیتہ لان احصاء العدد انما یکون فی المتناھی۔

اس آیت سے اس پر بڑی دلیل پکڑی جاتی ہے کہ معدوم غیر موجود شئی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بھی شئی ہوتی تو چیزیں غیر متناہی بے انتہا ہو جاتیں اور چیزوں کا شمار میں آنا چاہتا ہے کہ چیزیں متناہی ہوں کیونکہ عدد سے شمار متناہی کی ہو سکتی ہے اگر بہت سے مفسرین نے کل شئی سے صرف شریعت کے احکام مراد لئے ہیں تو بہت سے مفسرین نے کل علم غیب بھی مراد لیا ہے اور جبکہ بعض دلائل نفی کے ہوں اور بعض ثبوت کے تو ثبوت والوں کو ہی اختیار کیا جاتا ہے چنانچہ اصول فقہ کی ہر چھوٹی بڑی کتاب میں یہ قاعدہ موجود ہے۔

والمبثت اولیٰ من النافی ثابت کرنے والے دلائل نفی کرنے والے سے اولیٰ ہیں۔تو جن تفسیروں کا حوالہ ہم پیش کرتے ہیں چونکہ ان میں زیادہ کا ثبوت ہے۔لہٰذا وہی قبول ہیں کہ کوئی ذرہ کوئی قطرہ ایسا نہیں ہے جو حضور علیہ السلام کے علم میں نہ ہو۔ہم نے احسن البیان میں قاعدہ بیان کیا ہے کہ تفسیر قرآن بالحدیث اور تفسیروں سے بہتر ہے لہٰذا حدیث ہی کی تفسیر مانی جائے گی اور یہ مخالفین سوائے ڈھکوسلہ بازی کے اور کچھ نہیں سمجھتے جب مفسرین نے امور دین سے تفسیر کی انہوں نے بھی دوسری چیزوں کی نفی تو نہیں کی پھر مخالفین نفی کہاں سے نکالتے ہیں۔

کسی چیز کے ذکر نہ کرنے سے اس کی نفی کیسے ہوگی۔قرآن فرماتا ہے تقیکم الحر یعنی تمہارے کپڑے تم کو گرمی سے بچاتے ہیں تو کیا کپڑے سردی سے نہیں بچاتے تو معلوم ہوا کہ ذکر نہ کرنا نفی نہیں کرتا۔

حکایت ۱:

ایک ملاّ صاحب بالکل ان پڑھ تھے لیکن حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا زندگی بھر درس قرآن سنا آپ کے وصال کے بعد یہ کیفیت تھی کہ وہ کہتے کہ قرآن مجید کی جو آیت پڑھو میں اسکی مکمل تفسیر سناؤں گا چنانچہ قرآن مجید کی آیت پڑھنے پر

بہترین تفسیر کرتے جیسے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ رحمت کرتے ذرہ بھر فرق نہ پڑا۔

حکایت نمبر۲: پاپوشِ اعلیٰ حضرت کی برکت

اعلٰحضرت مجدد دین ملت احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کا ایک خادم تھا جو ہمیشہ آپکا جوتا صاف کرتا اور آپ کی صحبت میں رہتا تھا اس کا نام شرح وقایہ مشہور ہو گیا کیونکہ جو بھی مسئلہ پوچھتے فوراً بتا دیتا اس نے اتنے مسائل یاد کر لئے تھے کہ علما دنگ ہو جاتے۔

حضور علیہ السلام قبل از ولادت کروڑوں برس اللہ کریم کی بارگاہِ خاص میں حاضر رہے۔تو حضور علیہ السلام کیوں نہ کامل عامل عالم ہوں۔

روح البیان میں لقد جاء کم کی تفسیر میں فرمایا کہ جبرائیل نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ ایک ستارہ ستر ہزار سال بعد چمکتا تھا میں نے اُسے بہتر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا فرمایا وہ ستارہ ہم ہی تھے۔حساب لگالو کتنے کروڑ برس دربار خاص میں حاضری رہی۔مزید برآں۔

جب مخالفین کو تسلیم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست اللہ تعالٰی سے قرآنی علوم حاصل کیۓ تو پھر کونسی کمی باقی رہ گئی۔

کیونکہ تقاضائے فطرت ہے کہ اگر شاگرد کے علم میں کچھ کمی رہے تو اسکی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔شاگرد نااہل ہو کہ استاذ سے پورا فیض حاصل نہ کر سکا یا استاذ کامل نہ ہو کہ مکمل سکھا نہ سکا استاذ بخیل ہو کہ پورا پورا اس شاگرد کو نہ دے اس سے کوئی زیادہ پیارا شاگرد ہو جو اس کو سکھانا مقصود ہو۔یا وہ کتاب پڑھائی جو ناقص ہو اِن وجہوں کے سوا اور کوئی وجہ ہو نہیں سکتی۔

دین تو سب ہی کو شامل ہے عالم کی کونسی چیز ایسی ہے جس پر دین کے احکام حرام وحلال وغیرہ جاری نہیں ہوتے تو اُن کا یہ فرمانا کہ دینی علم مکمل کر دیا سب کو شامل ہے۔ بلقیس وغیرہ کے قصے میں جو کل شئ آیا ہے وہاں قرینہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہاں کل شئی سے سلطنت کے کاروبار کی کل چیزیں مراد ہیں اس سے وہاں مجازی معنیٰ مراد لئے گئے ہماری پیش کردہ آیت میں کون سا قرینہ ہے جس کی وجہ سے کل شئی کے حقیقی معنیٰ چھوڑ کر مجازی معنیٰ کو مراد لیا جائے۔

(جواب ہے) قرآن کریم نے ہدہد کا قول نقل فرمایا کہ اس نے کہا۔

اوتیت من کل شئی بلقیس کو ہر چیز دی گئی خود رب نے یہ خبر نہ دی ہدہد نے سمجھا کہ بلقیس کو دنیا بھر کی تمام چیزیں مل گئی مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خود رب کریم نے ارشاد فرمایا تبیانا الکل شئی ہدہد غلطی کرسکتا ہے رب کریم غلط نہیں ہوسکتا اُس نے تو یہ بھی کہا تھا ولھا عرش عظیم کیا تخت بلقیس عرش عظیم تھا۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''احسن التحریر'' میں ہے۔

☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سوئم

اب ہم وہ تصریحات عرض کرتے ہیں جن میں خود صاحب قرآن نے اپنی کتاب اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھائی ہے۔

نمبرا: وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم (پ۱۹سورہ نمل)

ترجمہ۔تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے علم والے کیطرف سے۔

تفسیر:

سکھانے والا بھی کامل اور سیکھنے والے بھی کامل پھر کونسی کمی رہ گئی ہوگی جب اس آیت اور آنے والی آیات پر ایمان ہے حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مکمل قرآن کی تعلیم دی اور قرآن شریف کے سب اسرار ورموزا اور معانی ومطالب سے آگاہ فرمایا اور یہ تو آنکھوں دیکھا حال ہے کہ چند سال کامل استاد کی صحت میں رہ کر انسان عالم بن جاتا ہے۔

• یہاں سکھانے والا پروردگار سیکھنے والے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا سکھایا قرآن اور اپنے خاص علوم۔آیا رب العلمین کامل استاذ نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائق شاگرد نہیں یا حضور علیہ السلام سے اور کوئی زیادہ پیارا ہے۔یا قرآن مکمل نہیں جب ان میں سے کوئی بات نہیں رب تعالیٰ کامل عطا فرمانے والے محبوب علیہ السلام کامل لینے والے قرآن کریم کامل کتاب۔

عقل کی مقدار

صاحب روح البیان نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسومیں سے صرف ایک سو کامل حصص اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے باقی ایک سو جملہ انبیاء اکرام ورسل

علیٰ نبینا وعلیھم السلام کوعطا فرمائے باقی ایک حصہ جملہ مخلوقات پر منقسم ہوا اب اندازہ لگائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عطا ہوا اور کتنے علوم آپ کو نصیب ہوئے اس قوم کی بڑی بدبختی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتم اعلم بامور دنیا کم جیسی روایات پیش کرکے آپ کے علم وکمال کی کمی بیان کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیتے ہیں۔

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان (پ ۲۷)

''ترجمہ۔رحمٰن نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کومکمل قرآن کی تعلیم دی۔ حضرت انسان حضور کو پیدا فرمایا اور اِن کو ما کان و ما یکون کا بیان سکھایا۔

تفسیر:

مذکورہ بالا آیت سے الانسان سے مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان سے ما کان و ما یکون مراد ہے مندرجہ ذیل تفسیر میں دیکھئے۔روح البیان صہ۵۷ ج۹ تفسیر جمل صہ۲۵۳ ج۴ معالم التنزیل ج ۷ مظہری ص ۱۴۵ ج۹ خازن صہ۲۰۸ اصل عبارات ''شرح المسائل مرآۃ الدلائل'' میں لکھی ہیں۔نمونہ کے طور چند تفاسیر کی اصل عبارت پڑھیئے۔

صاحب معالم ''خلق الانسان علمه البیان ''کےتحت فرماتے ہیں۔

قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمد صلی الله علیه وسلم علمه البیان یعنی بیان ما کان ویکون لانه صلی الله علیه وسلم ینبئی عن خبر الاولین ولآ خرین وعن یو م الدین (معالم التنزیل جز سابع مطبوعہ مصر)

ترجمہ''ابن کیسان نے کہا کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں علمہ البیان یعنی بیان ما کان و ما یکون جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم آپکو عطا فرمایا گیا اس لئے کہ آپ اولین وآخرین اور قیامت کا علم بھی اور خبر بھی رکھتے ہیں۔مندرجہ بالا تفسیر

سے معلوم ہوا اور واضح ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کو ما کان و ما یکون کا علم ہے ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر۲۔ علامہ علاء الدین علیہ الرحمتہ تفسیر خازن میں زیر آیت خلق الانسان علمہ البیان فرماتے ہیں۔

قیل اراد باالانسان محمد صلی الله علیه وسلم علمه البیان یعنی بیان ماکان وما یکون لانه علیه السلام نبی عن خبر الاوّلین ولآ خرین وعن یوم الدین. (خازن جز سابع مطبوعہ مصر)

ترجمہ: انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کو ما کان و ما یکون جو ہو چکا ہے جو ہونیوالا ہے اسکا علم دیا گیا اوّلین وآخرین اور قیامت کا بھی علم اور خبر دی گئی ان تفاسیر کی عبارات سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کو ما کان و ما یکون اوّلین وآخرین اور قیامت تک کا علم ہے۔

فاذا قرأنٰه فاتبع قرآنهO ثم ان علینا بیانه (القیٰمہ ع ۱۔۱۸۔۱۹)

ترجمہ: تو جب ہم ایسے قرآن کو پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں پھر بیشک اس کی باریکیوں کا بیان تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا وہ وعدہ پورا ہوا یا نہ؟ اگر کوئی کہے نہیں ہوا تو غلط ہے کیونکہ۔

ان الله لا یخلف وعده اور ان الله لا یخلف المیعاد

اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا یقیناً ماننا پڑیگا کہ وعدہ پورا کرتے ہوئے اپنے محبوب علیہ السلام کو قرآن کے تمام علوم بیان فرمائے تبھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما کان و ما یکون کے ذرہ ذرہ کو بیان فرمایا جسکی تفصیل احادیث مبارکہ میں ہے۔

علّمه شدید القویٰ ذو مره فاستویٰ (سورۂ نجم)

حضور علیہ السلام کو سیکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔یعنی خدا نے۔

تفسیر:

بعض لوگوں نے علم کے فاعل شدید القویٰ سے جبرائیل علیہ السلام کو مراد لیا ہے وہ صحیح نہیں اس سے حقیقی معنی مراد اللہ تعالیٰ ہے اور جبرائیل علیہ السلام مراد لینا مجازی ہے تو مجاز کو اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ کو قرار دینے میں کوئی محال نہیں۔سورہ نجم کی آیت مذکورہ کو اگر شروع سے غور وفکر کے ساتھ پڑھا جائے تو صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو براہ راست عطا فرمایا تھا جبرائیل علیہ السلام صرف واسطہ تھے یہانتک کہ بعض مواقع پر حضور علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کو بھی آگاہ فرمایا چنانچہ ہم آئندہ چل کر عرض کرینگے (انشاء اللہ) احادیث میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام قرآن لاتے تو حضور کے سنانے سے پہلے پڑھ لیتے جسکی تفصیل لا تعجل با القرآن میں آتی ہے وحی کا تنزول جبرائیل پر منحصر نہیں جیسا کہ اقسام وحی میں ہے۔جبرائیل علیہ السلام صرف وحی لانے کا واسطہ تھے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

لا تعجل با القرآن من قبل ان یقضیٰ الیک وحیہ

ترجمہ:وحی کے اختتام سے پہلے آپ قرآن پڑھنے میں عجلت نہ کیجئے۔

تفسیر آیت

آیت کے متعلق عام مفسرین تو فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نزول قرآن میں عجلت اسی لئے کرتے تا کہ قرآن مجید کا کوئی کلمہ رہ نہ جائے لیکن محققین عرفاء فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ آپ کو نزول وحی سے پہلے ہی قرآن مجید کے علوم حاصل تھے مندرجہ ذیل دلائل ملاحظہ ہوں۔

شب معراج کے واقعہ میں:

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وعلّمنی القرآن فکان جبرائیل علیه السلام و ذکرلی به

(مواہب لدنیہ صہ ۲۹ ج ۲)

اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن مجید کی تعلیم دی اور جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوکر مجھے قرآن مجید یاد دلاتے تھے۔ مذکورہ آیت میں عجلت کی علت بھی خود حضور علیہ السلام نے بتائی کہ۔

لقد عاجلت جبرائیل علیه السلام فی آیته نزل بها علیّ فعاتبنی ربی وانزل علی لا تعجل باالقرآن من قبل الیقضیٰ الیک وحیهٗ وقل رب زدنی علما.

ترجمہ۔ ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام وحی لیکر آئے تو میں نے انکی تلاوت سے پہلے وہ آیت پڑھ لی اس پر میرے رب نے محبانہ طور فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی

(مواہب لدنیہ صہ ۲۹ ج ۲)۔

تفسیر روح البیان ج ۱ میں تحت آیت الم ذالک الکتب لکھا ہے کہ ''جبرائیل علیہ السلام کھیعص لائے تو عرض کی۔ کہ حضور نے فرمایا علمت مجھے معلوم ہے پھر عرض کیا (ھا) آپ نے فرمایا علمت ۔عرض کیا (یا) آپ نے فرمایا علمت ۔عرض کی (ع) آپ نے فرمایا علمت پہ عرض کی (ص) آپ نے فرمایا علمت ۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کیف علمت مالم اعلم آپ نے کیسے معلوم کرلیا جسکا مجھے علم نہیں (ف) اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو علوم ربانیہ واسرار قرآنیہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست حاصل تھے جبرائیل علیہ السلام درمیان پس محض سفیر تھے۔ شب معراج میں حضور نے لوحِ محفوظ کی سیر فرمائی اور لوحِ محفوظ میں تمام قرآن مجید اسی طرح درج ہے جیسے ہمارے ہاں موجود ہے۔

کما قال بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ (پ ۳۰) اور فرمایا۔

انه' لقرآن کریم فی کتاب مکنون (پ ۲۷)

بلکہ لوح محفوظ کے قرآن مجید کا نقشہ بصورت دیگر ہے اسکی کیفیت حضرت امام

جلال الدین سیوطی قدسرہ کی زبانی سنیئے ۔

وذکر بعضی ان احرف القرآن فی اللوح المحفوظ کل حرف منھا بقدر جبل قاف وان تحت کل حرف منھما معانٍ محیط بھا الا اللہ

(اتقان ج ۴ صہ ۴۳ مصر مطبوعہ)

ترجمہ۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قرآن مجید کے تمام حروف لوح محفوظ میں ہیں اور اس کا ہر حرف کے اندر غیر منتہی علوم مندرج ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ شب معراج جب میں حریم خلونگاہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا میں جواب نہ دے سکا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی۔

فاورثنی علم الاوّلین والآخرین وعلّمنی علومً شتی فعلم اخذ علے کتما نہ اوعالم لا یقدر علیٰ جملہ احد غیری وعلم خیرنی

(مواہب الدنیہ ص ۲۹ ج ۲)

ترجمہ۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اوّلین و آخرین کا وارث بنادیا اور مجھے مختلف علوم تعلیم فرمائے اس میں سے ایک علم ایسا تھا کہ وہ ازل سے جانتا تھا کہ اس علم کے اٹھانے کی طاقت میرے سوا کسی اور میں نہیں ہے اور ایک وہ علم تھا جس کا مجھے اختیار دیا گیا معلوم ہوا کہ اللہ عز وجل نے حضور علیہ السلام کو دو قسم کے علوم عطا فرمائے ایک وہ جنکا تعلق دین سے تھا۔ اور جن کی تبلیغ کا حکم آیتِ مبارکہ بلغ ما انزل میں دیا گیا اور جن کی تبلیغ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کما حقہٗ فرمادی اور دوسرے علوم وہ تھے جن کے اخفا کا عہد لیا گیا کیونکہ ان علوم کے تحمل کی طاقت حضور اکرم علیہ السلام کے غیر میں نہ تھی اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

وعلمنی القرآن فکان جبرائیل تذکرنی بہ (مواہب لدنیہ صہ ۲۹ ج ۲)

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن تعلیم فرمایا اور جبرائیل تو محض یاد دلانے کے لئے

آ تے تھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو قرآن نہیں سکھایا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قرآن کی تعلیم دی تھی اور جبرائیل کا محض یاد دلانے کے لئے آنا بھی وحی تھا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض علوم حضور ﷺ کو ایسے بھی دیئے گئے جن کے جبرائیل علیہ السلام بھی متحمل نہ تھے۔

سوال: اسی مواہب لدنیہ ج ۲ صہ ۲۹ میں اس حدیث میں حضور ﷺ یہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرائیل وحی لیکر نازل ہوئے تو میں نے ان سے جلدی کی یعنی ان کی تلاوت سے پہلے وہ آیت پڑھ دی تو میرے رب نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ولا تعجل با القرآن وقل رب ذدنی علما۔

ترجمہ: یعنی جب تک قرآن مجید کی وحی آپ کی طرف پوری نہ ہو جائے آپ قرآن کے ساتھ جلدی نہ فرمائیں اور آپ یہ کہا کریں اے رب میرا علم زیادہ کر۔

جواب: ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ وحی کا نزول جبرائیل پر منحصر نہیں بلکہ اللہ کریم بلا واسطہ جبرائیل وحی فرماتا ہے قرآن بواسطہ اور بلا واسطہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوا مثلاً خود سورۃ بقرہ شب معراج میں بلا واسطہ ملی پھر بواسطہ جبرائیل بھی سورۂ بقرہ کے ساتھ نازل ہوئیں اور سوۂ فاتحہ کا تکرارِ نزول بھی اسی کا مؤید ہے نتیجہ یہ ہوا کہ نزول وحی بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ ہر طرح صحیح ہے اور تنبیہ اسی لئے فرمائی تا کہ نبوت کی علامت کا اظہار ہو جیسا کہ اس کے چند دیگر وجوہ حاضر ہیں۔ رہا یہ سوال کہ جب حضور علیہ السلام قرآن مجید کو نزول سے پہلے جانتے تھے تو پھر اسے دوبارہ نازل کرنے اور بذریعہ جبرائیل بھجوانے کی کیا ضرورت تھی تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس میں ہزار ہا حکمتیں مضمر تھیں منجملہ انکے چند مندرجہ ذیل ہیں عارف باللہ حضرت علامہ الشیخ احمد انصاری المالکی قدس سرہ نے فرمایا کہ:

والحکمته فی تلقی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من جبرائیل علیه السلام ظاهراً انه یکون سنته متبعته لامته فهم باموررون بالتلقی من افواه المشائخ ولا یفلح من اخذ العلم القرآن من السطور بل التلقی له

سر آخر (فتاوی علی الجلالین ج ۳ صہ ۹۹)۔

جبرائیل علیہ السلام سے بظاہر لینے میں راز یہ تھا کہ یہ امت کے لئے سنت ہو جائے کہ وہ مشائخ سے قرآن ایسے ہی حاصل کریں۔ یہی وجہ ہے کہ جو استاذ کے بغیر صرف الفاظ سے علم لیتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

حضور علیہ السلام کے متعلق سابقہ کتب میں چند علامات مندرج تھیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھی کہ آپ اُمی ہونگے دوسرا آپ وحی ربانی کے بغیر کوئی کام نہ کرینگے جب آپ تشریف لائے تو اسی قانون کے مطابق آپ نے اپنا اُمّی ہونا یوں ظاہر فرمایا کہ آخر جب تک جبرائیل علیہ السلام درمیان واسطہ نہ بنتے آپ کوئی کام نہ کرتے اور ایسا ہی وحی ربانی کا آپ کو انتظار کرنا پڑتا اگر آپ اس کے برعکس کرتے تو آپکا نبی آخر الزمان ہونا ثابت نہ ہوتا یہی وجہ ہے کہ بہت سے امور میں علم کے باوجود آپ وحی کا انتظار فرماتے جسکی مثالیں ہم نے دوسرے مقام پہ درج کر دی ہیں لیکن افسوس کہ اس وجہ کو تسلیم کرنے کے باوجود بعض ناعاقبت اندیشوں نے کہدیا کہ نزول وحی سے پہلے آپ کو کچھ خبر نہ ہوتی یہاں تک کہ معاذ اللہ آپ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میں نبی بننے والا ہوں۔ اور بعض احمقوں نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ حضور علیہ السلام نے قرآن جبرائیل سے سیکھا ہے۔

نمبر ۲: قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو پہلے مبنی بر حکمت ایک حکم کا امر فرمایا جب وہ حکمت پوری ہوگئی تو اسے منسوخ فرمادیا ناسخ و منسوخ کی بحث میں ہم نے تفصیل عرض کر دی ہے ممکن ہے یہاں بھی یہی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایک وحی خاص کے ساتھ حکم فرمایا کہ آپ جبرائیل علیہ السلام سے کچھ پڑھ لیں تاکہ حضرتِ جبرائیل عایہ السلام کو معلوم ہو جائے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ جبرائیل علیہ السلام کے محتاج نہیں بلکہ انکے پروردگار نے انہیں تمام علوم اور جملہ اسرار و رموز اور قرآن کی تعلیم فرمائی اس میں شرعی محال بھی کوئی نہیں۔ اور قبل از وحی ظاہری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم ہونا عین اسلام ہے اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو شیر خوارگی میں

بلکہ بطن والدہ میں ہی انہیں علم انجیل دے دیا گیا یہ قصہ قرآن میں موجود ہے کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ بی بی مریم پر لوگوں نے اعتراض کرنے شروع کردیئے حضرت بی بی مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت شیر خوار تھے آپ نے فرمایا جس کو قرآن نے ان لفظوں میں بیان کیا۔

قال انی عبدالله آتنی الکتاب وجعلنی نبیا

ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب انجیل کا علم دیا اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا نبی بنایا۔ (ترجمہ رضویہ)

دیکھئے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شیر خوارگی میں فرمارہے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے کتاب دی یعنی انجیل مجھ پر الہام فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے بطن والدہ میں۔

حضرت حسن کا قول ہے کہ بطن والدہ ہی میں تھے کہ آپ کو انجیل کا الہام فرمادیا گیا تھا اور پالنے میں تھے کہ آپکو نبوت عطا فرمادی گئی تھی تو جب عیسیٰ علیہ السلام بطن مادر ہی میں انجیل کے عالم تھے تو کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو سید المرسلین ہیں اور وہ ہستی مقدس ہیں جن کو نبوت حضرت آدم کی پیدائش سے بھی پہلے دے دی گئی تھی آپ کو نزول جبرائیل سے پہلے قرآن کا علم نہ ہو۔ (آنچہ دارند) شرعی قاعدہ ہے کہ ہر وہ کمال جو کسی رسول کو حاصل ہے وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اتم واکمل حاصل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انکا ہر کمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ہے۔

بطن والدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کمالات جو آپ کو بطن والدہ میں عطا ہوئے فقیر نے (البشریته لتعلیم اللامته) کتاب میں لکھے ہیں منجملہ انکے ایک یہ بھی ہے۔

فتاویٰ مولوی عبدالحی ، جلد دوم میں حضور علیہ السلام کے تولد کے متعلق مرقوم ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند آپ

کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ اُس وقت چالیس دن کے تھے آپ نے فرمایا میرا ہاتھ میری والدہ نے مضبوط باندھ دیا تھا اسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا۔ مگر چاند منع کرتا تھا اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو اس وقت چالیس دن کے تھے آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے میں انکی آواز سنتا تھا حالانکہ میں اس دن ماں کے پیٹ میں تھا اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کو ابتدائے خلق سے علم حاصل ہے لوح محفوظ کے علوم اور انکار لبنینا صلی اللہ علیہ وسلم و اولیاء کرام کے لئے فقیر کا رسالہ ''لوحِ محفوظ جملہ علوم محفوظ'' پڑھیے۔

قرآن ناطق اور قرآن صامت

جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے منکر ہیں وہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ علم اصول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی عملی تفسیر ہیں اسی لیئے آپ کو قرآن ناطق سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ قرآن حکیم کے ساتھ حضور اکرم کا ایک تعلق تو یہ ہے کہ قرآن متن ہے اور حضور اس کی شرح ہیں قرآن ایک صامت کتاب ہے اور حضور اکرم قرآن ناطق ہیں قرآن اصولی قواعد وضوابط کا مجموعہ ہے اور ذات نبوی ان اصولوں کی تشریح وتفصیل ہے لیکن قرآن کے ساتھ دوسرا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ہے کہ اگر بالفرض جبرائیل امین قرآن لیکر نہ آتے تو بھی حضور اکرم قرآن کے مطابق ہی زندگی گزارتے۔ اور دین کا مرکز اور شریعت کا ماخذ اس صورت میں بھی حضور ہی کی ذات اقدس رہتی اور اس کی وجہ وہی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم اسی وقت دے دیا گیا تھا جب کہ اللہ عزوجل نے آپ کو پیدا فرمایا تھا یعنی قرآن کا علم تھا۔ حضور ﷺ کو نزول وحی جبرائیل کے بعد نہیں ہوا بلکہ نزول وحی جبرائیل سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی علوم ومعارف کے عالم تھے چنانچہ تفصیل ہم نے عرض کردی ہے۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور ﷺ کا خلق کیا تھا۔ تو بی بی صاحبہ نے فرمایا۔

کان خلقه القرآن حضور ﷺ کا خلق قرآن تھا۔

یاد رہے کہ خلق فطرت وحیت ہی کا دوسرا نام ہے یعنی وہ امور جو انسان میں پیدائشی طور پر موجود ہوں جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی طور پر قرآن کے عالم تھے اور قرآن حضور اکرم ﷺ کی فطرت و جبلت میں داخل تھا تو اگر جبرائیل امین کے ذریعہ قرآن کا نزول نہ ہوتا تو اس صورت میں بھی حضور کی زندگی مبارک قرآن کے مطابق ہی ہوتی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی ہدایت پر عمل فرماتے (۲) تفسیر مظہری صہ ۱۹۹ ج ۶ میں نہی عن التعجیل کی وجہ سے لکھتے ہیں کہ

قال مجاهد و قتاده معناه لا تقرئه اصحابک و لا تمله عليهم حتى تبين لک معانيه فهي عن تبليغ ما اجمل قبل ان ياتي بيانه (تحت آیت مذکور)

ترجمہ: اپنے ساتھیوں کو نہ پڑھاؤ اور نہ ہی انہیں معانی بتاؤ جب تک آپ کے سامنے اس کے معانی واضح نہ ہو جائیں اس میں بیان کامل نزول سے پہلے اجمالی تبلیغ سے ممانعت کی گئی ہے وہی جو ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ حضور سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اجمالی علوم پہلے سے جانتے تھے پھر وحی کے نزول کے بعد تفصیل آتی گئی اور آپ بیان فرماتے گئے۔ ثابت ہوا کہ یہ اُمّی لقب ہیں کہ پڑھائے نہیں جاتے۔

تحقیق مزید

انبیاء علیہم السلام بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی عالم ہوئے ہیں مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تو لفظ قطعی موجود ہے حضور علیہ السلام کے لئے احادیث مبارکہ شاہد ہیں موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون گود میں بٹھاتا تو آپ اس کی داڑھی کو پکڑ کر اتنا سخت جھنجھوڑتے کہ اُسکی چیخیں نکل جاتیں۔ بی بی آسیہ سے کہتا کہ یہ بچہ وہی تو ہے جو میری

سلطنت کے زوال کا موجب ہے۔ بی بی نے کہا کہ بچوں کی عادت ہے اسی طرح کرتے ہیں آزمانا ہو تو اسکے آگے موتی اور آگ کے انگارے رکھو اگر انگارے اٹھائے تو سمجھ لینا کہ یہ وہی نہیں ہے ورنہ پھر جو چاہو کرنا چنانچہ موتی اور انگارے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھے گئے آپ نے موتی اٹھانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ انکا ہاتھ انگاروں کی طرف پھیر دو آپ نے انگارے اٹھا کر منہ میں ڈال لئے۔ اسکی وجہ سے آپ کی زبان پر لکنت کا اثر تھا بہر حال یہ بات مسلّم ہے انبیاء علیہم السلام بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علوم کی وسعت کا اقرار کرنا پڑیگا لیکن ضد کا علاج نہ ہے اور نہ ہوگا اور نہ ہوسکتا ہے۔

سوال: تمہارے استدلال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ عایہ وسلم کو قرآن کے علوم نزول سے پہلے حاصل ہیں اور پھر کہتے ہو کہ معراج میں قطرہ ٹپکایا گیا اس سے علم غیب ملا اور کبھی کہتے ہو کہ خواب میں رب کو دیکھا کہ اس نے اپنا دست قدرت حضور ﷺ کے شانہ پر رکھا جس سے تمام علوم حاصل ہوئے۔ کبھی کہتے ہو کہ قرآن تمام چیزوں کا بیان ہے اسکے ختم نزول ہونے سے علم غیب ملا اِن میں کون سی بات درست ہے اگر نزول قرآن سے پہلے علم مل چکا تھا تو قرآن اسکے تیئیس سال تک نزول کا عقیدہ بھی غلط ٹھہرتا ہے۔

جواب: حضور علیہ السلام کو اجمالاً علم تو ولادت سے پہلے ہی عطا ہو چکا تھا کیونکہ آپ ولادت سے قبل عالم ارواح میں نبی تھے کنت نبیا و آدم بین الطین و الماء . اور نبی کہتے ہی اُسکو ہیں جو غیب کی خبریں دے مگر ما کان و ما یکون کی تکمیل شب معراج میں ہوئی لیکن یہ تمام علوم شہودی تھے کہ تمام اشیاء کو نظر سے مشاہدہ فرمایا پھر قرآن نے اُن ہی دیکھی ہوئی چیزوں کا بیان فرمایا اسی لئے قرآن میں ہے۔

تبیانا کل شی

اور ہر چیز کا بیان معراج میں ہوا۔

فتجلیٰ لی کل شئی و عرفت.

دیکھنا اور ہے بیان کچھ اور ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کو پیدا فرما کر اُن کو تمام چیزیں دکھادیں بعد میں اُن کے نام بتائے وہ مشاہدہ تھا اور یہ بیان اگر چیزیں دکھائی نہ گئی تھیں تو **ثم عرضهم علی الملکة** کے کیا معنی ہونگے یعنی پھر ان چیزوں کو ملائکہ پر بھی پیش فرمایا۔لہٰذا دونوں قول صحیح ہیں کہ معراج میں بھی علم ملا قرآن سے بھی۔

(سوال) اگر علم تھا تو نزول قرآن کا کیا فائدہ سب باتیں تو پہلے ہی سے حضور علیہ السلام کو معلوم تھیں بتائی نامعلوم چیز جاتی ہے اور یہ تحصیل حاصل بھی ہے؟

(الجواب) نزول قرآن صرف حضور علیہ السلام کے علم کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اس سے ہزار ہا دیگر فائدے ہوتے ہیں مثلاً کسی آیت کے نزول سے پہلے اسکے احکام جاری نہ ہونگے۔

(۲) اُسکی تلاوت وغیرہ نہ ہوگی اگر نزول قرآن حضور علیہ السلام کے علم کے لئے ہے تو بعض سورتیں دوبار کیوں نازل ہوئیں اتقان اور تفسیر مدارک میں ہے۔

فاتحة الکتب مکیته وقیل مدنیته ولا صح انها مکیة ومدنیة نزلت بمکته ثم نزلت بالمدینته.

سورت فاتحہ مکّی ہے اور کہا گیا ہے کہ مدنی ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ یہ مکّی بھی ہے مدنی بھی اوّل مکہ میں نازل ہوئی پھر مدینہ میں۔ حدیث معراج میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو شب معراج کو پانچ نمازیں اور سورت بقرہ کی آخری آیات عطا ہوئیں اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے سوال کیا کہ معراج تو مکہ میں ہوئی اور سورت بقر مدنی ہے پھر اسکی آخری آیت معراج میں کیسے عطا ہوئی تو جواب دیتے ہیں۔

حاصله ' انه' ماوقع تکرار الوحی فیه تعظیماً له واهتماماً لشانه فاوحی الله الیه فی تلک اللیلة بلا واسطه جبرائیل.

خلاصہ یہ ہے کہ اس میں وحی مقرر ہوئی حضور علیہ السلام کی تعظیم اور آپ کے اہتمام شان کے لئے پس اللہ نے اُس رات بغیر واسطہ جبرائیل علیہ السلام وحی فرمائی اس حدیث

کے تحت لمعات میں ہے۔

نزلت علیه صلی الله علیه وسلم المعراج بلا واسطه ثم نزل بها جبرائیل فاثبت فی المصاحف.

شب معراج میں یہ آیات بغیر واسطہ کے اتریں پھر ان کو جبرائیل نے اتارا تو قرآن میں رکھی گئیں بتاؤ کہ دوبار نزول کس لئے ہوا۔ حضور علیہ السلام کو تو نزول سے پہلے علم ہو چکا تھا (۴) ہر سال ماہ رمضان میں جبرائیل امین حضور کو سارا قرآن سناتے تھے مقدمہ نورالانور تعریف کتاب میں ہے۔

لانّه' کان ینزل علیه السلام دفعته واحدة فی کل شهر رمضان جملته

یہ نزول کیوں تھا قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تمام آسمانی کتابوں کا پورا علم تھا رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا هل الکتب قدجاء کم رسولنا یبین لکم کثیر امما کنتم تخفون من الکتب ویحفوعن کثیر (ط)

یعنی اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے وہ رسول آ گئے جو تمہاری بہت سی چھپائی ہوئی کتاب کو ظاہر فرماتے ہیں اور بہت سے درگذر فرماتے ہیں اگر حضور کے علم میں ساری کتب آسمانی نہیں تو اُن کا ظاہر فرمانا کیا معنی؟ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اوّل ہی سے قرآن کے عارف تھے مگر قرآنی احکام نزول وحی سے قبل جاری نہ فرمائے اسی لئے بخاری کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل نے غارِ حرا میں پہلی بار آ کر عرض کیا اقراء آپ پڑھیئے یہ نہ عرض کیا کہ فلاں آیت پڑھیئے اور پڑھواس سے کہتے ہیں جو جانتا ہو حضور علیہ السلام نے فرمایا ما انا بقاری میں نہیں پڑھنے والا یعنی میں تو پڑھانے والا ہوں پڑھ تو پہلے ہی لیا تھا لوح محفوظ میں قرآن ہے اور لوحِ محفوظ حضور علیہ السلام کے علم میں پہلے ہی سے ہے آپ ولادت سے پہلے نبی صاحب قرآن ہیں بغیر وحی کے نبوت کیسی۔ لہٰذا ماننا ہوگا کہ قبل ولادت ہی قرآن کے عارف ہیں مثلاً آج بھی بعض بچے حافظ پیدا

ہوتے ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہوئے فرمایااتانی الکتب رب نے مجھے کتاب دی۔معلوم ہوا کہ ابھی سے کتاب کو جانتے ہیں بعض پیغمبروں کے لئے فرمایا۔

آتناہ الحکم صبیا ہم نے انہیں بچپن ہی سے علم وحکمت دی۔

حضور نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے اُمت کی شفاعت کی حالانکہ سجدہ اور شفاعت حکم قرآنی ہے۔غوث پاک نے ماہ رمضان میں دودھ نہ پیا یہ بھی حکم قرآنی ہے۔نورلا انوار کے خطبہ میں خلق کی بحث میں ہے یعنی۔

ان العمل باالقرآن کان جبلته له من غیر تکلفٍ

معلوم ہو کہ قرآن پر عمل کرنا حضور علیہ السلام کی پیدائشی عادت ہے ہمیشہ بی بی حلیمہ دائی کا ایک پستان پاک چوسا۔دوسرا بھائی کے لئے چھوڑا۔یہ عدل وانصاف بھی قرآنی حکم ہے۔اگر ابتدا سے قرآن کے عارف نہیں تو یہ عمل کیسے فرمارہے ہیں ہم انکی اکثر بحث مع دلائل پہلے بھی عرض کر چکے ہیں مزید تفصیل مع دلائل فقیر کی کتاب ''شرح خصائص الکبریٰ''میں ہے (نظیر بے نظیر) تقریر مذکور کی نظیر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی ہونے باوجود لکھنا پڑھنا جانتے تھے جس پر دلائل قاہرہ فقیر کی کتاب احسن التحریر فی تقاریر دورۂ تفسیر''میں تحت اس آیت کے ماکنت تدری ماالکتبُ و لاالایمان لکھے ہیں۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآن دانی:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔عنقریب فتنے برپا ہونگے۔عرض کی گئی۔

ما المخرج منھا فتنوں کا استدلال کہاں سے معلوم ہوگا۔

فرمایا کتاب الله فیه نباء ما قبلکم مابینکم اخرجه الترمذی وغیرہ

یعنی اللہ کی کتاب میں پہلے اور تمہارے درمیان میں امور کی خبریں ہیں۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''علم غیب فی الحدیث'' میں دیکھئے۔قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔

علّامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "وذکر بعضھم ان احراف القرآن فی اللوح المحفوظ کُلّ حرف منھا لقدر جبل قاف وان تحت کل حرف منھا معانٍ الا یحیط بھا الا اللہ (اتقان صہ ۴۴۳۔ ۱۲ مطبوعہ مصر)۔

ترجمہ۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قرآن مجید کے تمام حرف کوہ قاف کے برابر ہیں اور ہر حرف کے اندر غیر منتہی علوم مندرج ہیں غور کیجئے کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف جبل احد کی مقدار پر ہے اور اس کے ہر حرف میں بیشمار علوم موجود ہیں تو پھر شکی مزاج نہیں مانتا تو اسے اپنے حال پہ رہنے دیجئے لیکن اہلسنت تو شکی نہ بنیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علمنی ربی فاحسن تعلیمی. اللہ تعالیٰ نے مجھے پڑھایا اور خوب پڑھایا (ف) اہل فہم سمجھیں کہ پڑھنے والے محبوب نے اپنے پڑھانے والے کی تحسین فرمائی پھر اس تحسین پر بھی وہم وگمان ہو تو اسے اللہ تعالیٰ سمجھے۔ حضور کریم نے فرمایا اوتیت علم الاوّلین و الآخرین میں اوّلین وآخرین کا علم دیا گیا ہوں

فائدہ:

حضور کریم خود اپنے لئے علوم کلی کے مدعی ہیں تو پھر انکار کیوں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد اوّل میں تحت قصہ معراج کے لکھتے ہیں کہ جرائیل سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر رہ گئے تو حضور علیہ السلام کو غیب سے ندا آئی۔

ادن یا خیر البریۃ ادن یا احمد ادن یا محمدفرمود پس نزدیک گردانیدمرابخود پروردگار من وچناشدم که فرموداست ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین اوادنیٰ وپرسیدا زمن پروردگار من چیزے پس نتور انتم که جواب گویم پس نهاد دست قدرت خود رمیانئه دوشانهء من بے تکیف وبے تحدید پس یافتم برد آنرا درسینه خودپس داد مرا.

یعنی قریب ہوا ے تمام جہانوں سے بہتر اے احمد قریب ہوا ے محمد۔ حضور فرماتے ہیں کہ بعد میں میرے پروردگار نے مجھے اپنے نزدیک کرلیا اور میں اس حال میں ہوگیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے کچھ بات پوچھی میں جواب نہ دے سکا پس اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کو جو بے کیف اور بے تحدید تھا میرے دوشانوں کے درمیان رکھا پس سردی سی معلوم ہوئی پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے علم اوّلین وآخرین عطا کیا۔

علم الاوّلین و آخرین وتعلّم کرد نواع علم را علمےٰ بود که عهد گرفت ازمن کتمان آنرا که باهچکس نه گویم وهچکس طاقتِ برداشتنِ آں ندارد در جزمن وعلمے بود دیگر که مخیّر گردا نیددر اظهار و کتمان آں وعلمے بود که امر کرد به تبلیغ آں بخاص وعام از امت من پس نزدیک شد بمن قطره از عرش ومن دبر زبان من پس بخشیدم چیزے که درنجشیدهیچ چشنده هرگز چیزے راشرین نز ازاں وحاصل شد مرا خبر اوّلین و آخرین وروشن گراتیددل مرا وپوشیده نور عرش بصر مرا پس دیدم همه چیز را بدلِ خود ودیدم از پس خود چنانکه مے بنیم از پیش.

ترجمہ: علم اوّلین وآخرین عطا کیا اور مجھے چند اقسام علوم سکھائے ایک تو وہ علم تھا کہ جسکی بابت مجھ سے عہد لیا کہ کسی کو نہ بتاؤ اور بغیر میرے کوئی بھی اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتا دوسرا وہ علم کہ جسکی بابت مجھ کو اختیار دیا گیا خواہ اسے ظاہر کروں یا پوشیدہ رکھوں۔ تیسرا وہ کہ جسکی تبلیغ کا مجھے خاص وعام امت کے لئے حکم ہوا پھر ایک قطرہ عرش سے میرے قریب ہوا اور میری زبان پر پڑا میں نے ایسی چیز کو چکھا کہ دنیا میں کسی نے اس سے بہتر چیز کا ذائقہ نہ لیا ہوگا۔ اور مجھے اوّلین آخرین کی خبر حاصل ہوگئی اور اس نے میرے دل کو روشن کردیا اور نور عرش نے میری نظر کو ڈھانپ لیا پس تمام اشیاء کو میں نے اپنے دل میں دیکھ لیا اور میں نے اپنے پیچھے اس طرح دیکھ لیا جیسا کہ آگے دیکھتا ہوں۔

تفسیر حسینی وغیرہ میں زیرآیت **فکان قاب قوب قوسین او ادنٰی** مرقوم ہے کہ علماء محققین نے محبتِ احمدی اور قرب بارگاہ سرمدی کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا ہے چنانچہ اہل عرب میں یہ دستور تھا کہ جب کسی سے دوستانہ عہد مستحکم کرنا چاہتے تو اپنی کمان لے آتے اور دونوں شخص تیروں پر کمان چڑھا کر دونوں ایک دوسرے کی سیدھ کمان ملا لیتے ایک ہی دفعہ قبضہ پکڑتے اور ایک ہی دفعہ تیر چلا دیتے یہ اس رواج اور رسم سے یہ مقصد ہوتا ہے کہ اب ہم دونوں میں موافقت کلی اور مودّت مستحکم ہوئی ہے۔

اور یہ بات فیصل پائی کہ اب ہم دونوں میں موافقت کلی اور مودت مستحکم ہوئی ہم دونوں میں ایک کی عزت دوسرے کی عزت ہوگی اور ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہوگی گویا اللہ تعالیٰ نے بھی اس آیت سے اپنے پیارے نبی کو اپنے دوستانہ عہد کی کیفیت استحکام اس رسم عرب کو یاد دلا کر ظاہر فرمادیا کہ میرے حبیب تمہاری عزت اور تمہاری رضا اور میری عزت میری رضا میں کچھ فرق نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صفت پوچھو خدا کی: خدا سے پوچھ لو شانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ غرض معراج کی رات حضور علیہ السلام کو بیشمار علوم بدرگاہ رب العلمین بلا واسطہ عطا ہوئے جہاں نہ جبرائیل علیہ السلام کا واسطہ تھا اور نہ کسی اور کا پس منکرین کا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام صرف جبرائیل سے ہی خبر پا کر فرمایا کرتے اور بغیر اسکے کچھ نہ فرماتے تھے سراسر غلطی اور جہالت ہے۔ مولٰنا روم علیہ رحمت مثنوی معنوی میں ارقام فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل. لی مع اللہ وقت بود آں لا مرا. ردیسع فیھا نبی مجتبیٰ.

حضور نبی علیہ السلام نے فرمایا **انی لا احل الا ما احل اللہ لہ والا احرم الا ما حرم اللہ. فی کتاب اخراجہ الشافعی الام (اتقان)**

(فائدہ) حضور علیہ السلام نے اپنے علوم کا ماخذ قرآن مجید کو بتایا پھر اسکی تفصیل اپنی احادیث سے فرمادی جیسا کہ فقیر روایت میں عرض کریگا (روی فی الاخبار)

اِن جبرائیل علیہ السلام لما نزل بقوله تعالیٰ کھٰیعصٓ فلما قال کاف کان النبی صلی الله علیه وسلم علمت فقال ها فقال علمت فقال یا فقال علمت فقال ع فقال علمت فقال ص فقال علمت فقال جبرائیل علیه السلام کیف علمت مالم اعلم (روح البیان ج ا صہ ۲۰)۔

جبرائیل علیہ السلام کھٰیعص لیکر آئے تو حضور نے فرمایا میں نے جان لیا ہے۔ جبرائیل نے عرض کی۔ آپ نے کیسے جان لیا جو مجھے معلوم نہیں۔

احادیث مبارکہ:

آیت قرآنی کے بعد اب ہم علم القرآن کے اولین عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت کا بیان انکے اپنے ارشادات گرامی سے پیش کرتے ہیں تاکہ مومن کے ایمان میں تازگی وفرحت وسرور ہو۔ اور معلوم ہو کہ قرآن دانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھ کر کیا سمجھا اور کیا سمجھایا۔ احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

عن عمر قال قام فینا رسول الله صلی الله علیه وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدالخلق حتیٰ داخل اهل الجنت منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذالک من حفظ ونسیه ' من نسیه (رواه البخاری مشکواہ صہ ۵٦)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرمایا ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور فرمایا کہ جس نے یاد رکھا اسکو اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

فائدہ:

حدیث شریف سے واضح ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کو ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کا علم ہے اسے ہم علم کلی اور ما کان وما یکون سے تعبیر کرتے ہیں۔

عن حذیفه قال فینا رسول الله صلی الله علیه وسلم مقاماًماترک شیاء یکون فی مقامه ذالک الی قیام الساعته الاحدث به حفظه' عن حفظه' ونسیه' من نسیه' قد علمنا اصحابی هئواولا انه' لیکون منه ' الشیء قدنسه' فاراه' ذکره' کمایذکر الرّجل اذ اغالب عنه ثم اذاراه عرفه' (مشکواة صه ۴۶۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ فرمایا اور خبر دی اُن فتنوں کی جو ظاہر ہوں گے نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر بیان فرمایا۔ اس کو یاد رکھا اسی شخص نے کہ یادرکھا اس کو اور بھول گیا اس کو جو شخص کہ بھول گیا۔ علاّ مہ عینی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ شیئاً'' سے مراد شاء مقدرہ ہے۔ علامہ موصوف نے مخالفین کے تخصیص مثلاً احکام شرعیہ وغیرہ کا وہم ختم کر کے رکھ دیا اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام سے عالم کی کوئی شے مخفی نہیں۔ (قواعد)

فقیر کے قواعد مذکورہ کو بھی نہ بھو لیئے کہ نفی نکرہ پر داخل ہو کر عموم کا فائدہ دے رہی ہے فلہٰذا احادیث کا عموم علم کلی ثابت کرتا ہے۔

حدیث نمبر۳. عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله تعالیٰ قد دفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الیٰ یوم القیمٰة کانما انظر الی کفی هذا

(مواهب الدنیه صه ۱۹۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو سامنے کیا اور میں دیکھ رہا ہوں اس میں جو کچھ ہے اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے۔ جس طرح اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں انظر مضارع کا صیغہ ہے جو استمرار ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی اسی حدیث

شریف کے تحت لکھتے ہیں۔

قد رفع ای اظهر و کشف لی الدنیا بحیث اعطت بجمیع مافیها فانا انظر الیها و الیٰ ما هو کائن فیها الیٰ یوم القیمٰته کانما انظر الیٰ کفی هذه اشارة الیٰ انه نظر حقیقته دفع به انه ' ارید باالنظر العلم

(مواہب لدنیہ قسطلانی ج ۷ صہ ۲۳۱ و ہکذا مرقاۃ المصابیح صہ ۵۴۱)

اس حدیث شریف اور اسکی شرح سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے لئے دنیا ظاہر فرمائی اور آپ نے مجمع مافیہا کا احاطہ کرلیا اور حضرت کا فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی کف دست مبارک اپنی ظاہری آنکھوں سے حقیقۃً دیکھ رہا ہوں کیونکہ حدیث میں نظر سے حقیقتہ دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنے مجازی۔

عقلی دلیل

اور یہ عالم امر میں کوئی محال بھی نہیں کیونکہ یہ کمال حضور علیہ السلام کے نیاز مند جبرائیل اور دیگر ائمہ ملائکہ کرام کے علاوہ اکابر اولیاء کرام کو بھی حاصل ہے۔

حدیث نمبر ۷۔ **عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله زویٰ لی الارض فرأیت مشارقها و مغاربها انتهیٰ بقدر الحاجته.٥**

(المشکوۃ صہ ۵۱۲ نمبر ۳)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔

شرح

حدیث پاک سے واضح ہوا کہ حضور علیہ السلام مشرق و مغرب زمین کو مثل ہتھیلی کے

ملاحظہ فرمارہے ہیں ایسا کیوں نہ ہو جب اللہ تعالیٰ قادر مطلق نے اپنی قدرت سے تمام مشارق ومغارب کو لپیٹ کر کے اپنے محبوب علیہ السلام کے آگے کر دیا اور یہ امر نہ صرف ممکن بلکہ واقع بھی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے بہشت و دوزخ حضور کے مصلّٰی کے آگے کر کے تمام منظر دکھا دیا۔ منکرین درحقیقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرتے ہیں ورنہ انکار کیوں؟۔

حدیث نمبر ۵: عن معاذ بن جبل و فیه قوله' صلی الله علیه وسلم متجلیٰ الیٰ کل شی و عرفت رواه البخاری (مشکواۃ شریف)۔

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے جس میں قول آپ کا یہ ہے کہ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی۔ اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ پس ظاہر شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را (اشعۃ اللمعات) ہم پر ہر قسم کا علم ظاہر ہوا اور ہم نے سب کو پہچان لیا ایسے صریح الفاظ کے ہوتے ہوئے کلی اور ما کان وما یکون کے لئے اور کیا چاہیے۔

حدیث نمبر ۶: عن عبدالرحمٰن بن عائش قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ربی عزوجل فی احسن صورة قال فیم یختصم الملاء الا علی قلت انت علم قال فوضع کفه' بین کتفیّ فوجدت بردها بین شدیّ فعلمت مافی السمٰوات والا رض ولیکون عن الموقنین (مشکواۃ صہ ۶۹)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا۔ فرمایا رب نے ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں تو میں نے عرض کی تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا رسول اللہ نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصولِ فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور آپ نے اسی حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی (الایت)۔ یعنی ویسے ہی دکھائے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمین تا کہ وہ ہو جائے یقین کرنے والوں سے۔

شرح:

اس حدیث کی سند پر مخالفین خواہ مخواہ اعتراض کرتے ہیں اس کے جوابات فقیر نے ''علم غیب فی الحدیث'' میں دیئے ہیں یہاں پر قارئین کے سامنے شارحین کی عبارات پیش کرتا ہے کیونکہ جتنا حدیث دانی ان کو نصیب تھی مخالفین کو کروڑواں حصہ بھی نہیں۔

نمبرا: علامہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ الباری مرقات شرح مشکوۃ میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

فعملت الیٰ سبب وصول ذالک الفیض مافی السمٰوات والارض یعنی ما اعلمه الله تعالی مما فیها من الملائکة والا شجار وغیرها عبارة عن سعة علمه الذی فتح الله بهٖ علیه وقال ابن حجر ای قصته معراج ولارض هی بمعنی الجنس ای وجمیع مافی الارضین السبع بل وما تحتها کما افادہ' اخبارہ علیه السلام مد الثور والحوت الذی علیها الارضون کلها یعنی ان الله اریٰ ابراهیم علیه السلام ملکوت السموات والارض وکشف له ذالک وفتح علی ابواب الغیوب

(مرقات شرح مشکوۃ ص۴۶۳ ج۱)

ترجمہ: اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا یعنی محمد ﷺ نے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالی نے تعلیم فرمایا اوران چیزوں میں سے جو آسمان وزمین میں ہے۔ ملائکہ واشجار وغیرھما سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالی نے حضرت پر کھولا ابن حجر نے فرمایا کہ مافی السموات سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات مراد ہے جیسا کہ قصہ معراج سے ثابت ہے اور ارض بمعنی جنس ہے۔

یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتویں زمینوں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں سب معلوم

ہوگئیں جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا ثور وحوت کی خبر دینا جن پر سب زمین ہیں اس کو مفید ہے یعنی اللہ تعالی نے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے۔ اور اس کے لیے کشف فرمادیا اور مجھ پر یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کی عبارت سے مزید وضاحت یہ حاصل ہوئی کہ حضور علیہ السلام کا آیت کذلک نری تلاوت فرمانے کی وجہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور آپ پر کشف فرمادیا اور حضور علیہ السلام پر تمام مغیبات کے دروازے کھولدیئے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

فعلمت مافي السموات ولارض پس دانستم هر چه در آسمانها وهرچه در زمين بود عبارتست از حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطه آں وقلاء و خواند آنحضرت مناسب ایں حال و بقصد استشهاد بر امکان آں ایں ایت راکه وکذالک نری ابراهيم ملکوت السمٰوات والارض وهمچنين نمود يم ابراهيم خليل الله عليه السلام ر املک عظيم تمامد آسما نهمارا وزمين راليکون من الموقينن تا آنکه گرد ابراهيم ازيقين کنندگان بوجو د ذات و صفات و توحيد و اهلِ تحقيق کفته الذکر تفاوت ست درميان ايں دورويت زيرا که خليل عليه السلام ملک آسمان و زمين بود حالی از زدات و صفات و ظواهر وباطن همه راديد وخليل حامل شد مرا اور ايقين بوجوب ذاتی و حدت حق بعداز ديدن ملکوت آسمان و زمين چنانکه حال اهلِ استدلال و ارباب سلوک محبان و طالبان فی باشد و حبيب حاصل شدمرا ورايقين و وصولی الی الله اول پس ازاں دانست عالم راوحقائق آنراچنانکه شان

مجذوبان و محبوبان و مطلوبان اوست اول موافق است بقول ما رایت شیاء الارایت اللہ قبلہ وشتان مابینھما

(اشعۃ اللمعات جلداول ص ۳۳۴)

ترجمہ: حاصل یہ ہے کہ پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے یہ عبادت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اوران کا احاطہ کرنے سے اور حضور علیہ السلام نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ''وکذلک الآیۃ یعنی اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ ذات وصفات وتوحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہوں۔ اہلِ تحقیق نے فرمایا ہے کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لیے کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان وزمین کا ملک دیکھا اور حبیب علیہ السلام نے جو کچھ زمین وآسمان میں تھا ذات و صفات ظورہر وباطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان وز مین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہلِ استدلال اور ارباب سلوک اور محبوب اور طالبوں کی حالت ہے اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جاننا جیسا کہ محبوبوں مطلوبوں مجذوبوں کی شان ہے۔ سبحان اللہ علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے کتنا صاف واضح ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کو علوم جزئی وکلی کا احاطہ ہے آپ سے عالمین آسمانوں زمینوں کی کوئی شے نہیں جو کہ مخفی ہو اس لیے کہ آپ اللہ کے حبیب ہیں۔

حضرتِ طیبی رحمۃ اللہ علیہ استاد صاحب المشکوۃ ومحشی المشکوۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

والمعنی انہ کمارائی حتی علمت مافیھا من الذوات والصفات والظواھر والمغیبات

ترجمہ: معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ جس طرح حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کو آسمان

وزمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر یعنی نبی کریم ﷺ پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان آسمانوں وزمین میں ہے ذات وظواہر ومغیبات سب کچھ۔ علامہ عبدالحق محدث اور علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام مذکور سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہوا کہ حضور علیہ السلام کی وہ ذات گرامی ہے جن کو حق تعالیٰ جلا سجانہ نے جمیع غیوب وجمیع ممکنات وجمیع اشیاء وجملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ وغائبہ موجود وغیر موجود کا علم عطا فرمایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جملہ علوم ماکان وما یکون عطا فرمایا اور انہیں مختصر وقت میں بیان کرنا ایک معجزہ ہے جیسا کہ فقیر نے اس پر کافی سے کافی عبارات کو ''دیوبندی وہابی'' کی نشانی میں درج کیا ہے۔ صرف تبرکاً ایک حوالہ حاضر ہے۔

مرقاۃ میں ہے۔ فیه مع كونه من المعجزات دلالة على ان علمه عليه السلام محيط باالكليات والجز يات من الكائنات وغيرها

اس حدیث میں معجزہ ہونے کے ساتھ ہی اس پر بھی دلالت ہے کہ حضور علیہ السلام کا علم کلی اور جزئی واقعات کو گھیرے ہوئے ہے۔ (مزید دلائل لطریق جدید میں دیکھیے)

آیت قرآنی کے عموم اور احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کی علمی وسعت سے صحیح المزاج کو انکار نہ ہوگا۔

احادیث مبارکہ میں الفاظ عموم موجود ہیں جو تخصیص کے مخالف ہیں پھر طیی اللسان حضور علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ آپ تھوڑے وقف میں مسائل کثیرہ بیان فرما دیتے تھے ممکن ہے کہ مخالفین طیی اللسان کے معجزہ کا انکار کریں اس لیے فقیر اس پر دلائل قائم کرتا ہے۔

عن ابی هريرة عن النبی صلى الله عليه وسلم قال حفف على داؤد القرآن فكان يا مربدوابته فتسرج فيقر ء القرانى قبل ان تسرج دوابيه ولا ياكل الا من عمل يديه (رواه البخارى مشكوة)

ترجمہ: حضرتِ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد

علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا آپ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا حکم فرماتے پس زین کس جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین کس چکنے سے پہلے آپ زبور ختم کر لیتے اور کسب سے کھاتے یعنی زرہ بنا کر۔

گھر کی گواہی

مظاہرالحق جلد چہارم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کے لیے زمانہ کو طے وبسط کرتا ہے یعنی کبھی تھوڑا ہو جاتا ہے کبھی بہت ہی تھوڑا سا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت مشہور ہے کہ آپ رکاب میں پاؤں رکھنے تک قرآن ختم فرما لیتے اور ایک روایت میں ہے ملتزم کعبہ سے اس کے دروازے تک جانے میں پڑھ لیتے۔

دوسرا گواہ:

علامہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ مرقات میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں

قال النور پشتی یرید بالقرآن الذبور لانه قصد اعجازه من طریق القرءة وقد دل الحدیث علی ان الله تعالی ایطوی الزمان لمن یشه عن عباده کسا یطوی المکان لهم ولهذا باب لاسبیل الی ادراکه الا باالفیض الربانی (مرقاۃ المفاتیح ج ص۳۲۲ جلد ۵)

نتیجہ:

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کے لیے زمانہ کو لپیٹتا ہے جو بہت تھوڑا ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام زبور کو زین کسنے سے پہلے ختم فرما لیتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک پاؤں رکاب پر رکھتے اور دوسرا رکھنے تک قرآن ختم فرما لیتے تھے یہ ہمارے لیے ناممکن بلکہ محال ہے۔ تو جیسے ان حضرات کے لیے تلاوت کرنے پر وقت کی

وسعت قلت سے تبدیل ہو جاتی ہے ایسی ہی علوم ماکان و مایکون کو بھی قرآن مجید میں درج کر کے وسعت علمی کا ثبوت باہم پہنچایا جاتا ہے۔

اولیاء کرام اور قرآن

نفحات الانس فی حضرات القدس میں ہے کہ:

عن بعض المشائخ انه قراء بقرآن حين استلم الحجر الاسودو والركن الاسود الىٰ حين وصول محاذات باب الكعبه الشريفه وبقلبة المنيفته وقد سمعه ابن الشيخ شهاب الدين سهروردى منه كلمة وحرفاً من اوله الى آخره قدس الله اسرار هم و نفعنا ببركته انوار هم

(نفحات الانس)

ترجمہ: بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریف پر پہنچنے پر تمام قرآن پڑھ لیا اور ابنِ شہاب الدین سہروردی نے کلمہ کلمہ اور حرف اول سے آخر تک سنا۔ خلاصہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے نیازمندوں کا یہ حال ہے کہ حجر اسود کے استلام کے دروازہ کعبہ شریف تک قرآن پاک ختم فرما لیتے۔ اس مضمون کے لیے فقیر کا رسالہ ''فضائل حفظ القرآن'' اور ''رسالہ ثبوت شبینہ'' ☆ ملاحظہ فرمائیں۔

حکایت قرآنی

اس عنوان سے میری مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کو جیسے جملہ علوم کا مخزن بتایا گیا ہے اور اس خزینے کو وہی جانتے ہیں جو اس خزانہ کا عرفان رکھتے ہیں ان کے واقعات اور حالات بیان ہو چکے ہیں اب چند وہ واقعات و حکایت پیش کیے جاتے ہیں جو اس بحر بے کنار کی تلاوت میں مختصر وقت صرف کرتے ہیں اس سے ناظرین کو یقین ہوگا جس طرح ہم اس کی تلاوت میں بہت زور لگائیں تب بھی گھنٹوں کا وقت ضروری ہے لیکن بندگان

☆ ملنے کا پتہ عطاری پبلشرز کمرہ نمبر 501 پانچویں منزل جیلانی ٹاور نزد میری ویدر روڈ ٹاور کراچی

خدا اور عرفان واسرار قرآن کے لیے منٹ سیکنڈ سے بھی کم وقت میں ایک ختم قرآن نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں ختمات پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ صرف امکان بلکہ واقعات شاہد ہیں ان واقعات سے یقین ہو جائے گا کہ وہ حیرت انگیز مہارت رکھتے ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت وقدرت قرآن مجید سے ہی ماکان وما یکون جانتے ہیں صاف ظاہر ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے ایک ادنیٰ خادم کا یہ کمال ہے تو کیا اس سلیمان علیہ السلام کے آقا کا جو نبی آخرالزمان ﷺ ہیں کے کمالات میں کیوں کمی کی جارہی ہے اس سے اس بیماری کی نشاندہی تو نہیں ہو رہی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔

فی قلوبھم مرض فزاد ھم اللہ مرضاً

اقوالِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم:

حضرتِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان اللہ انزل فی ھٰذا الکتٰب تبیانا لکل شئی ولقد علمنا بعضا مما بین لنا فی القرآن ثم تلاونزلنا علیک الکتٰب تبینا لکل شئی .

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں ہر شے کا روشن بیان نازل فرمایا اور ہم نے اس قرآن سے بعض چیزوں کو جانا جو ہمارے لیے بیان کی گئیں پھر دلیل کے طور پر انہوں نے یہی آیت **نزلنا علیک الکتب** پڑھی (منثور ص ۱۲۷ ج ۴' (اتقان)

امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے مندرجہ ذیل کتب واحادیث سے نقل فرمایا

ابنِ جریر وابن ابی حاتم عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ

فان فیہ علم الاولین والاخرین

جو کسی شے کو معلوم کرنا چاہے تو بے شک اس قرآن مجید میں تمام اولین وآخرین کا علم ہے۔(درمنثور ص ۱۲۷ ج ۴ اتقان ص ۱۲۶ ج ۲)

سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و ابن احمد فی زوائد الزھد وابن

النصر لیس فی فضائل القرآن و محمد نصر فی کتاب اللہ و الطبرانی و البیھقی فی شعب الایمان.

ان تمام سے اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے حضرتِ عبداللہ بن مسعود کا قول نقل فرمایا انہوں نے فرمایا کہ۔

من ارادا العلم فلیشور القرآن فان فیہ علم اولین والآخرین

یعنی اگر کوئی چاہے کہ اس کو علم نصیب ہو تو اسے چاہیے کہ قرآن سے تفتیش کرے کہ اس میں تمام اگلوں اور پچھلوں کا علم ہے پھر فرمایا ان کے ارشاد فلیشور میں رد ہے ان اندھوں کا جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن میں تھوڑے سے حروف ہی چند اوراق میں دیکھتے ہیں اور وہ کہاں ماکان و مایکون کے حامل ہونے کے قابل ہیں ان حد سے گزرنے والے معتبروں کا کہنا ویسا ہی ہے جیسے ان سے پیشتر مشرکین نے کیا۔ کیسے وسعت رکھے گا سارے جہانوں کی ایک خدا (الاولة المیکم)

سیدنا علی المرتضٰی کی قرآن دانی کے نمونے:

حضرتِ علی حضور علیہ السلام کے بہترین شاگرد ہیں جن کے لیے خود حضور ﷺ نے فرمایا انا مدینة العلم و علی بابھا میں علم کا شہر ہوں اور اس کا دروازہ (حضرتِ) علی ہیں۔

چند علمی نمونے

بسم اللہ کی باء کی تفسیر ستر اونٹ:

عن علی قال لو طویت لی الوسادة لقلت فی الباء من بسم اللہ سبعین جملا

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے لیے تکیہ کامل لیا جائے تو میں بسم اللہ کی باء کے ستر اونٹ تفسیر کے لکھ لوں۔

فائدہ:

اس سے علم القرآن کی وسعت کے علاوہ طی الزمان کی کرامت بھی قابلِ دید وشنید ہے اس کی مزید تفصیل آتی ہے (با کا نقطہ حضرت علی ہیں) احادیث میں گزرا ہے کہ ما کان وما یکون کے جملہ علوم بسم اللہ کے نقطہ میں ہیں حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی علیہ رحمتہ علیہ اپنی تفسیر میں حضرتِ علی کا قول نقل فرمایا کہ انا النقطة التی تحت البا یعنی وہی با کا نقطہ میں ہوں یعنی علی (روح البیان تحت بسم اللہ)

کمیونسٹ کا اعتراض:

یہاں بعض لوگ عقل کے چکر میں چکرا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عقل نہیں مانتی کہ صرف باء کا نقطہ میں ما کان وما یکون موجود ہے۔

جواب: ہم قادر مطلق کی قدرت کاملہ پر ایمان رکھتے ہیں ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالی اپنے محبوبوں کو کائنات باء کے نقطہ سے اور کسی باریک شے میں دکھادے تو وہ قادر ہے لیکن کمیونسٹ دہریہ اس عقیدہ سے محروم ہے ہم اس لیے اس کو عقل کی دلیل سے سمجھاتے ہیں وہ یہ کہ روز حاضرہ میں نقوش مطبوعہ عام ملتے ہیں سورۃ یسین سورہ ق کا نقش۔ دیکھ لیجئے کہ سورۃ یسین کے چھ رکوع ہیں جو قرآن کے کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ ایسے ہی سورۃ ق تین رکوع ہیں لیکن کاتب نے ان تمام اوراق وصفحات کو صرف دو لفظوں میں لکھ دیا۔ جو دور سے تو صرف یسین وق نظر آتے ہیں لیکن غور سے پڑھا جائے تو سالم سورۃ کے الفاظ مع حرکات وسکنات بلکہ آج کل تعویذی قرآن لکھ دیا ہے جس میں پورے تیس پارے ہیں یہ تو معمولی انسان کا کمال ہے۔

ناظرین اندازہ فرمایئے کہ نبی پاک ﷺ کے ایک شاگرد کا دعویٰ کہ صرف سورۃ فاتحہ بلکہ بسم اللہ کے باء کے نقطے کی تفسیر ستر اونٹ کے بوجھ کے برابر ہوجائے اگر میں لکھوں تو۔ اگر منکر کو ناممکن نظر آئے تو اس کی بدقسمتی ہے پھر وہ ستر اونٹ میں علوم کا بیان

ہوگا یہ نہیں کہ صرف کاغذ اور حرف حروف بلکہ وہ بامعنی ہونگے نہ کہ مہملات اس سے عقل و فہم سے کام لیا جائے تو نتیجہ صاف ہے۔

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ استعداد کے مطابق اسرار و رموز اظہار فرمائیں گے۔

مندرجہ ذیل شعر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

جمیع العلم فی القرآن

ولکن تقاصر عنہ افہام الرجال

ترجمہ: جمیع علوم قرآن میں ہیں لیکن اس کے سمجھنے سے لوگوں کے عقول و افہام کوتاہ ہیں سچ فرمایا حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ جمیع علوم قرآن میں ہیں۔ لیکن

آنکھ والا تیرے جلووں کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

محبوب خدا کے شاگرد کا حال سنا اب شیر خدا کے شاگرد کا حال سنیئے حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لوضاع لی عقال بعیر لوجد تہ فی کتاب اللہ تعالی

(تفسیر اتقان ص ۱۷۶ ج ۲ ص ۱۷۲)

اگر میری اونٹ کا دھنگنا گم ہو جائے تو میں اسے قرآن شریف میں پالوں گا کہ کہاں ہے۔ (صاوی علی الجلالین ترجمہ حلیم الصاوی)

فائدہ:

حضرتِ ابن عباس کا یہ دعویٰ بایں معنی نہیں کہ وہ کوئی آیۃ یا سورۃ پڑھ کر یا قرآن سے فال نکال کر اونٹ کا دھنگنا معلوم کریں گے بلکہ ان کا قصد یہ ہے کہ میرے اونٹ کا دھنگنا کا ذکر بھی قرآن میں ہے لیکن اس کی تصریح عوام سے اوجھل ہے ہم چونکہ قرآن کے غواص ہیں اسی لیے ہمیں معلوم ہے اس لیے کہ قرآن میں ذرہ ذرہ کا بیان ہے اور ہم جانتے ہیں۔

حضرتِ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ حضور کی عمر تریسٹھ سال کا ثبوت کیا ہے آپ نے فرمایا۔

اذا جاء اجلهم فلا يستاخرون ولا يستقدمون وارد کے بعد سورہ تغابن ہے اس میں اشارہ ہے۔

سورۃ تغابن کا نمبر ۶۳ ہے فلہذا تم تریسٹھ سال کے بعد افسوس کرو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف سے بڑھ کر اور کون سا افسوس ہو سکتا ہے۔ اتقان)

حضرتِ عمر فاروق کا یہ استعداد ایک فن عرب کے مطابق ہے ورنہ اس کے علاوہ اور طریقہ سے بھی رسول اللہ ﷺ کے نہ صرف وصال بلکہ آپ کی حیاتِ طیبہ تا وفات پھر تا قیامت) اور بعد حساب و کتاب دخول جنۃ لمحہ لمحہ کا ذکر قرآن مجید میں بیّن ومبرا ہے امام بیہقی قدس سرہ نے حضرتِ حسن بصری سے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

"انزل الله مائة واربعه كتب ولا دع علومها اربعة منها التوراة ولا انجيل والزبور اوالقرآن ثم ودع علوم التوراة والاانجيل والزبور في القرآن (جواہر البحار ص۲۸۲ ج ۲)

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور ان سب کے علوم چار کتابوں توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن میں رکھے اور توراۃ انجیل و زبور کے تمام علوم قرآن مجید میں قال ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے حضرتِ ابن مسعود سے روایت کی۔

انزل في هذا القرآن كل علم وبين لنافيه كل شئى ولكن علمنا يقصر بهما بين الناالقرآن (جواہر البحار ص۲۸۲ ج ۲)

اس قرآن میں ہر ایک علم موجود اور اس میں ہمارے لیے ہر شے بیان کر دی گئی ہاں ہماری سوچ بوجھ اس کے بیان تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

تابعین ومجتہدین آئمہ:

حضرتِ ابوبکر بن مجاہد نے ایک دن فرمایا: مامن شئی فی العالم الاھو فی کتاب اللہ فقیل لہ این ذکر المخانیات فیہ فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلو ا بیوتا غیر مسکونتہ فیھما متاع لکم فھی المخانیات (تفسیر اتقان ج ۲ صہ ۲۱۴)۔

عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو یعنی جہاں کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر قطرہ کا ذکر قرآن میں موجود ہے تو ان سے کہا گیا سراؤں کا ذکر کہاں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول لیس علیکم جناح ان تد خلو بیوتا غیر مسکونتہ فیھما متالکم میں سراؤں کا بیان ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو اور اسکی دلیل۔ (اتقان) دین کی قید سے یہ نہ سمجھنا کہ امام موصوف نے فقط دین کے بارے فرمایا اور دینوی کام کرتا ہے تب بھی دین ہے چنانچہ ہر سچے مسلمان کی زندگی کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ امام موصوف یہ بیان اپنے مسائل اجتہاد یہ کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اسکے مسائل اجتہاد یہ سے باہر نہیں۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

قلنا ذٰلک ماخوذ من کتاب اللہ فی الحقیقہ الان کتاب اللہ وجب علینا اتباع الرسول فرض علینا الاخذ

ہم کہتے ہیں کہ حقیقت ماخذ سے ہے کتاب اللہ سے کیونکہ کتاب اللہ نے آپ کی اتباع ہمارے اوپر فرض فرمائی جیسا کہ قول باری تعالیٰ من یطع الرسول الخ سے معلوم ہوتا ہے امام بوصیری صاحب قصیدہ بردہ اپنے دوسرے قصیدہ ام القریٰ میں فرماتے ہیں۔

وسع العالمین علماوحلما

فھد بحرلم تعیھا الاعیاء

حضور علیہ السلام نے اپنے علم اور اخلاق سے جہانوں کو گھر لیا پس آپ سمندر ہیں کہ اس کو گھیرنے والا نہ گھیر سکے شیخ سلیمان جمل اس شعر کی شرح میں فتوحات احمدیہ میں فرماتے ہیں۔

ای وسع علمه علوم العلمین الا انس والجن والملئکة لان الله تعالیٰ اطلعه علی العالم کله فعلم الاوّلین ولا آخرین وما کان وما یکون وحسبک علمه علم القرآن وقد قال الله تعالیٰ مافر طنافیٰ الکتب من شئی

یعنی آپکا علم تمام جہانوں یعنی انسان جن اور فرشتے اور تمام چیزوں کے علم کو گھیرے ہوئے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر خبر دار فرمایا پس اگلے پچھلوں کا علم سکھایا اور ما کان وما یکون بتایا اور حضور علیہ السلام کے علم کے لئے قرآن کافی ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔ امام ابن حجر مکی اس شعر کی شرح فرماتے ہیں۔

لان الله تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلم اوّلین ولا آخرین وما کان ومایکون۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام جہانوں پر خبردار فرمایا پس آپ نے اولین وآخرین کو اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا اس کو جان لیا۔ صاحب تفسیر روح البیان پارہ نمبر ۱۳ میں ماتحت آیۃ کل شئی عندہ بمقدار لکھتے ہیں کہ بحر العلوم میں ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں لکھدی ہے ہر شے کو وہ اسکی تخلیق سے پہلے سے جانتا ہے اس امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اتقان صہ ۱۲۸ ج ۲ چند ایک فنون کی نشاندہی فرمائی ہے اس کے آخر میں فرمایا۔

وجمیع ما وقع ویقع فی الکائنات ما تحقیق معنی قوله' مافرطنافی الکتاب من شئی (اتقان ج۲ صه ۱۲۸)۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیا العلوم ج ا میں کہا کہ قرآن میں کسی ایک شی کا ذکر

بھی نہیں چھوڑا گیا ملخصاً محض تطویل لاطائل سمجھتے ہوئے الٰہی عبارات پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ ہزاروں عبارات علماء وفقہاومحدثین ومفسرین رحمھم اللہ کی تصانیف میں موجود ہیں۔

قال ابن ابی الفضل المرسی فی تفسیر جمع القرآن علوم الاوّلین و آخرین لم یحط بھا سبحانہ' وتعالیٰ ثم وات عنه معظم سادات الصحابه واعلا مهم مثل الخلافا لا ربعه وابن مسعود وابن عباس رضی الله عنهما (اتقان ج ۲ ص ۱۲۶)

ترجمہ: ابن الفضل مرسی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ قرآن علوم اولین وآخرین کا جامع ہے اور اسکے علوم کوصرف وہی جانتا ہے جو اسکا متکلم ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے ان علوم کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص فرمائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووارثین جیسے خلفاء راشدین اور ابن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہما۔

ستر ہزار چار سو علوم:

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن سے ستر ہزار چار سو علوم ہمارے زمانہ تک ماخذ کئے گئے ہیں اس کے علاوہ ہرفن اور اسکے تمام اصلاحات جزوی طور قرآن کے بعض آیات تصریحات واشارات بکثرت ملتے ہیں۔

جمع العلم فی القرآن:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگرتم دارین کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہوتو قرآن کا گہری نظر سے مطالعہ کرو کیونکہ یہ اوّلین وآخرین علوم کا مجموعہ ہے۔

حکایت:

کسی بزرگ کو خیال گذرا کہ قرآن مجید میں سے کوئی ایسی آیت مل جائے جس میں حضور علیہ السلام کے درج ذیل ارشاد کی صراحتہً یا اشارۃً تائید ہو۔

یخرج روح المومن جسده کما من یخرج الشعیر من العجین'

مومن کی روح جسم سے ایسے نکالی جاتی ہے جیسے آٹے سے بالؒ

چنانچہ اسی ارادہ پر قرآن مجید نہایت غور وفکر اور گہری نظر سے اوّل تا آخر پڑھا لیکن اسے اس قسم کی کوئی آیت نہ ملی۔ خواب میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپکی خدمت میں اپنا مقصد پیش کیا اور عرض کی قرآن مجید کا دعویٰ ہے۔

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (القران) ہر خشک وتر چیز قرآن مجید میں ہے لیکن میرا مقصد حل نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے مسئلہ کا حل سورۃ یوسف میں ہے بزرگ فرماتے ہیں جب میں بیدار ہوا تو سورت یوسف پڑھی اس میں یہ آیت ملی

فلما راینہ اکبر نہ وقطعن ایدھن .

جب زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ایسی مدہوش ہوئیں کہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے لیکن اسکا انہیں احساس نہ ہوا۔ اسی طرح جب نزع روح کے وقت بندۂ مومن ملائکہ رحمت کو دیکھتا ہے اور پھر اسے بہشت کے انعامات سے نوازا جاتا ہے تو اسے نزع روح کی تکالیف محسوس نہیں ہوتی۔

سبق: اس حکایت سے ہر وہ شخص عبرت حاصل کرے جسے خوف خدا ہے اسی وجہ سے تلاوت قرآن مجید کی برکات سے بہرور ہونا چاہیے۔

تفسیر عرائس البیان میں ان ایات کے تحت مرقوم ہے۔

وھو کتابہ المکنون وخطابہ المصئون یخبر لما کان ویکون من کل حد وکل علم .

ترجمہ: یعنی اس کی چھپی ہوئی کتاب اور اس کا خطاب جس کی حفاظت کی گئی ہے خبر دیتا ہے ہر ایک حد اور ہر ایک علم سے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا۔

قال ابوعثمان المغربی فی الکتٰب تبیانا لکل شئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ھوالمبین تبیان الکتٰب یعنی ابوعثمان المغربی نے اس آیت الکتٰب تبیانا لکل کے بارے میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کتاب کے بیان کو ظاہر کرنے والے

ہیں۔اسی تفسیر عرائس البیان میں ہے کہ

ای مافرطنا فی الکتب ذکر احد فی الخلق لکن لا یبصرہ ذکرہ فی الکتب الاالمؤیدون بانوار المعرفۃ

ترجمہ: ہم نے اپنی کتاب میں کسی کا ذکر نہیں چھوڑا لیکن اسے وہی دیکھ سکتا ہے جو انوار معرفۃ سے نوازا گیا ہے۔تفسیر خازن میں ہے۔

ان القرآن مشتمل علی جمیع الاحوال

یعنی قرآن جملہ احوال پر مشتمل ہے،الجمل شرح جلالین میں ہے۔

وقیل القرآن وعلیٰ ھذا مھل العموم باق منھم من قال وان جمیع الاشیا مثبت فی القرآن مابالتصریح واما لا الخ

ترجمہ: یعنی تفصیل الکتٰب میں الکتب سے قرآن مجید مراد ہے اس قانون پر قرآن کا لفظ العموم باقی ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ جمیع اشیاء کا ذکر قرآن میں یا تو بالکل صراحت سے ہے یا اس میں اشارہ ہے۔اب انصاف فرمایئے کہ حق پر کون ہے۔

قرآن جامع البیان:

حقیقت یہ ہے کہ قرآن میں واقعی ہر شے کا ذکر ہے اور اپنے پہلوں میں لیے ہوئے جس نے بھی غور کیا اور دیکھا اپنا مقصد اس سے پایا اور یہ کیفیت تا قیامت جاری رہے گی۔

طبقات کبریٰ ذکر حلات سید ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالی عنہ میں ہی فرمایا کرتے اگر حق تعالی تمہارے دلوں کے قفل کھولدے تو تم ضرور مطلع ہو جاؤ اور اس پر جو قرآن میں عجائب اور حکمتیں اور معانی اور علوم ہیں اور بے پرواہو جاؤ اس کے ماسوا میں نظر کرنے سے صفحات ہستی میں جو کچھ مرقوم ہے وہ سب اس میں موجود ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہم نے کتاب میں کچھ اور اٹھانہ رکھا روایت کی ابن جابر و بن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں عبدالرحمٰن بن زید ابن اسلم امیر المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہ کے آزاد شدہ غلام سے تفسیر

آیۃ کریمہ مافر طنا فی الکتب من شئی میں فرمایا۔

ہم کتاب سے غافل نہ ہوں گے۔کوئی شے ایسی نہیں کہ اس کتاب میں نہ ہو روایت کی دیلمی نے مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ ارشاد کیا رسول اللہ ﷺ نے جو علم اولین وآخرین چاہے تو علم قرآن میں تفتیش کرے اور پہلے ہم نے اسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو اس سے ہم نے ابتداء کی اور اسی پر انتہا اور بلاشبہ آپ پر ظاہر ہو گیا دعویٰ اتفاق تخصیص کا باطل ہونا رہا یہ کہ تم اگر مطلع خلاف پر ہو اور جب کوئی قبول تم پر قر[ ]ت کیا جائے اور وہ تمہاری خواہش کے موافق نہ ہو اور اسے اپنے اوپر جھکتا دیکھو تو اسے حتی الوسع تم دفع کرتے ہو اور ہر عموم کو خصوص کی جانب پلٹتے ہو اور عموم تسلیم کر کے کہہ دیتے ہو کہ اس کا خصوص پر حمل واجب ہے تو یہ ہے خواہش نفس کا حکم اور خلوص کے ساتھ ظلم اور جو یہ روا ہو تو عموم اور خصوص میں اصلا کوئی خلاف باقی نہ رہے۔جیسا کہ مخفی نہیں اور اللہ ہی ہدایت فرمانے والا ہے ناظرین انصاف فرمائیے کہ قرآن مجید کے عموم کی بات کرتے ہیں تو مطعون ٹھہرتے ہیں لیکن ہمارے اسلاف ان لوگوں کو خواہش نفس کا بندہ سمجھتے ہیں جو اس عموم کو خصوص میں لائے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر اتقان کی تینتالیسویں آیت میں فرماتے ہیں کہ امام ابو محمد مفسر جونی نے کہا استنباط کیا بعض آئمہ نے آیہ کریمہ الم غلبت الروم سے یہ کہ بیت المقدس کو مسلمان ۵۸۳ھ میں فتح کریں گے اور انہوں نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا۔اعلحضرت قدس سرہ نے فرمایا میں کہتا ہوں ۵۸۳ھ میں بیت المقدس کا فتح ہونا معلوم ہے اور مؤرخین نے اسی سنہ میں اس کا ذکر کیا جیسے تاریخ کامل میں ابن اثیر نے لیکن جونی کا انتقال اس کی فتح سے ڈیڑھ سو برس کے قریب پیشتر ہے کجا وہ امام جن سے جونی نے استخراج کی حکایت کی۔ابن خلکان نے کہا ابو محمد جونی نے ذی القعدہ ۴۳۸ھ میں وفات پائی علامہ سمعانی نے کتاب الذیل میں ایسا ہی کہا اور انسان میں ۴۳۴ھ میں بمقام نیا پور لکھا اھ تو حملہ ووقع کہا قال جیسا کہا ویسا ہی ہوا کلام امام سیوطی ہے نہ امام جونی اللہ تعالیٰ

دونوں کوغریقِ رحمت فرمائے تو پاکی ہے اسے جس نے اس امت مرحومہ کوعزت وکرامت بخشی اس کے نبی کے صدقہ میں اللہ کا درود ان پر اور ان کی ساری امت پر اور اس کی برکت اور سلام اور اپنی جان کی قسم اگران لوگوں سے کہا جائے بتاؤ یہ کیسے نکالا آیۃ کریمہ الم غلبت الروم سے تو ضرور بکے بکے حیران رہ جائیں گے اور کچھ جواب نہ دے سکیں تو ہم کیسے حکم لگا دیں جہالت سے۔ استاذ امت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے لیے نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی الٰہی اسے اپنی کتاب کا علم عطا فرمادے۔ (اویسی غفرلہ)

اب بتایئے کہ کیا حضرتِ ابن عباس نے جواونٹ کا دھنگنا قرآن سے پانے کا دعویٰ کیا وہ قرآن کے عموم کی حیثیت سے نہ تھا تو پھر یہ قرآنی علوم کو صرف احکام شریعہ تک محدود کرنا تحریف قرآن نہیں تو اور کیا ہے۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ اسی کتاب طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

لو فتح الله عن قلوبكم اقفال السدد لا طلعتم على مافى القرآن من العلوم واستغنتم عن المنظر سوره فان فى جميع مارقم فى صفحات الوجود قال مافرطنا فى الكتب (یواقیت وجواہر مؤلفہ امام عبدالوہاب شعرانی) میں امام اجل ابوتراب بخشی سے ہی کہا منکرین قول مولیٰ علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر میں تم سے تفسیر فاتحہ بیان کروں تو تمہارے لیے ستر اونٹ بار آور کردوں۔ علامہ عثمادی کی شرح صلاۃ سیدی احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے ہمارے سردار عمر محصار سے مروی ہے کہ اگر میں چاہوں کہ تمہیں ربانی لکھادوں کچھ تفسیر ماتنسخ من ایۃ کی تو لدجائیں ایک لاکھ اونٹ اور اس کی تفسیر ختم نہ ہو۔ تو یقیناً میں ایسا کردوں۔ اسی میں خلیفہ ابوالفضل کے گھرانے کے بعض اولیاء سے ہے کہ ہم نے قرآن کریم کے ہر حرف کے تحت میں چالیس کروڑ معانی پائے اور اس کے ہر حرف کے ایک مقام میں جو معانی ہیں وہ ان معانی کے سوا ہیں جو دوسرے مقام میں ہیں فرمایا کہ ہمارے سردار علی خواص نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا سورۃ فاتحہ کے معنی پر تو مجھے ان سے ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو نوے علم منکشف

ہوئے۔امام شعرانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے کہ میرے بھائی افضل الدین نے سورہ فاتحہ سے دولاکھ سینتالیس ہزار نوسوننانوے علم استخراج کیے پھران سب کوبسم اللہ کی طرف راجع کردیا پھر بائے بسم اللہ کی جانب پھراس نقطہ کی جانب جو بے کی نیچے ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مقام معرفت قرآن میں مردِ کامل نہیں ہوتا تانکہ استنباط اوراس کے تمام احکام کااور مذاہب مجتہدین کا حروف ہجا کے جس سے چاہے کرے۔

مخالفین کے ائمہ وپیشواؤں کے اقوال:

مولوی حسین علی واں بھچردی کے پیرومرشد مولنا محمد عثمان نقشبندی مجددی نے فرمایا
”برائے خاندن مشکوٰۃ شریف وبخاری و مثنوی مولنا روم و دیگر کتب احادیث استعداد وافرہ و متکاثرہ مے بایدو اکثر علماء و فضلاء قرآن شریف میخوانند و تفسیرھا میخوانند لکن کما حقہ نمی مھند پس این شعر خوانند نند جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افھام الرجال۔(مجموعہ فوائد عثمانی ص۲۰ص۲۱)

ترجمہ: یعنی مشکوۃ شریف وبخاری ومثنوی روم اور باقی کتب احادیث پڑھنے کے لیے بہت استعداد وضرورت ہے بہت سے عالم وفاضل قرآن اور تفسیریں پڑھتے ہیں لیکن کما حقہ نہیں سمجھتے پھر حضرتِ نے یہ شعر پڑھا تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کے فہم سے قاصر ہیں۔

دانارا اشارہ کافیست۔اس سے زائد حوالہ جات لکھنا تطویل لاطائل ہے اس لیے ہم نے صرف ایک حوالہ لکھا ہے اس سے واضح ہوا ہے کہ قرآن مجید میں ذرہ ذرہ کا بیان ہے ہمارے دور میں چونکہ سائنس کا چرچا ہے فقیر ایک مقالہ سائنس کے مطابق حوالہ قلم کرتا ہے چونکہ ہمارا دعویٰ قرآن مجید میں جملہ علوم کے موجود کا ہے اور دورِ سابق میں ہمارے علماءاکرام نے اس پرقوی دلائل ان کے نظائر وشواہد بھی قائم کیے اسی لیے ان تمام ابحاث کو

چھوڑ کر صرف ایک بحث معرضِ تحریر میں لاتا ہوں تا کہ ہمارے موضوع کو تقویت ہو اور دورِ حاضرہ کے عقل کے چکر میں پھنسنے والوں کمیونسٹ کے اوہام کا بھی ازالہ ہو کیونکہ لوگوں میں غلط فہمی ہے کہ سائنس کے علم اور اسلام کی تعلیمات میں کوئی مطابقت نہیں اور اس علم کے حاصل کرنے سے انسان کا گمراہ اور بے دین ہو جانا بعید نہیں اور نوبت یہاں تک آجاتی ہے کہ آخر کار سائنس دان لامذہب ہو جاتا ہے۔

حالانکہ اسلام اور سائنس ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ان میں معقول نسبت ہے۔ انسان سائنس کی تعلیم حاصل کرنے سے کائنات کے رموز سے واقف ہو جاتا ہے جس سے خداشناسی کا جوہر پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنے اردگرد کے مناظر اور کوائف دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی صناعی کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اس پر قدرت کے اسرار و رموز اور زیادہ منکشف ہو جاتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ وہ جیسے جیسے ان مناظر کو سائنس کی روشنی میں راستبازی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہر وہ خدا تعالیٰ کی صناعی کے متعلق راسخ العقیدہ ہوتا چلا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا کمال قدرت دیکھ کر عش عش کر اٹھتا ہے اس سلسلہ میں قرآن مجید کی روشنی کی توضیح کے لیے یہ مختصر مضمون اگرچہ ناکافی ہے۔ پھر بھی میں یہاں چند قرآنی آیات کا صحیح مفہوم سائنس کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

استدلال از قرآن:

انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لكم

خدا وہ ذات ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا جس نے ہر قسم کی نباتات پیدا کیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا اور آسمان سے پانی اتارا اور پھر اس سے تمہارے لیے پھل پیدا کیے جو تمہارے کھانے کے کام آتے ہیں۔

فائدہ:

غور کیجئے کہ ان آیات قرآنی میں اللہ تعالیٰ نے بارش کے پانی کو سبزیاں اور پھل

اگانے کے لیے دوسرے پانیوں پر ترجیح دی ہے۔حالانکہ پانی کے ماخذ تو کئی ہیں۔
مثلاً سمندر کا پانی' چشمہ کا پانی' دریا کا پانی' کنویں کا پانی' اور بارش کا پانی ان آیات کریمہ میں بارش کے پانی کو دوسرے پانیوں پر اس لیے ترجیح دی جارہی ہے کیونکہ بارش کے پانی میں مختلف قسم کی کھادیں ہوتی ہیں اب یہ سائنس کی تعلیم سمجھاتی ہے کہ یہ قدرتی کھادیں بارش میں کہاں سے آجاتی ہیں۔
جب قدرتی برق بادلوں میں کوندتی ہے تو ہوا میں موجود نائٹروجن اور آکسیجن آپس میں کیمیائی عمل کے ذریعہ ایک مرکب نائٹرک آکسائیڈ بنادیتی ہے جو ہوا اور بارش کے پانی کی موجودگی میں نائٹرک ایسڈ بنادیتی ہے یہ نائٹرک ایسڈ ہوا میں موجود امونیا سے مل کر ایک مرکب امونیم مائٹریٹ بنادیتا ہے جو بذات خود ایک مفید کھاد ہے باقی ماندہ بارش کا پانی جس میں تیزاب موجود ہے جب زمین پر آگرتا ہے تو وہاں زمین میں موجود چونے سے مل کر دوسرا مرکب کیلشیم نائٹریٹ بنادیتا ہے جو کھاد ہے۔اس طرح سے بارش کے پانی میں ان کھادوں کی موجودگی سے بھرپور فصلیں اگتی ہیں۔جہاں جہاں یہ بارش کا پانی گرتا ہے وہاں زمین کو ذخیرہ بنادیتا ہے اور پھر پورے انداز میں روئیدگی سبزی پیدا کردیتا ہے یہی وجہ ہے کہ نباتات پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالی نے بارش کے پانی کو فضیلت دی ہے جو انسان سائنس کے علم کو نہیں سمجھتا وہ قرآنی آیات کے اصل مقصد کو دیکھنے سے قاصر ہے۔

آیت: ان اللہ خالق الحب والنوٰی ویخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی.

ترجمہ: یعنی یقیناً اللہ ہی دانہ اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے وہ جاندار کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے یہ ہے تمہارا اللہ پھر تم کدھر جارہے ہو۔اس آیت کریمہ میں بیان ہے کہ اللہ تعالی ہی سبزیوں پھلوں کے بیج یا دانہ اور کھجوروں کی گٹھلی جو لکڑی کی طرح سخت ہوتی ہے کو دو حصوں میں چیر کر سبزہ اور جڑیں پیدا کرتا ہے اللہ تعالی کی کرشمہ

سازی دیکھئے کہ گھٹلی یا دانہ زمین میں دبانے کے بعد یہ کس طرح نہ معلوم طریقوں سے ہوا کی بے جان نائٹروجن آکسیجن کاربن ڈائی آکسائیڈ اور پانی سے زمین کے جامد مواد مثلاً سوڈا پوٹاس نائٹریٹ اور فاسفیٹ کو پانی کے ذریعہ جڑوں سے کھینچتا ہے اور انہیں متحرک کر کے سبز پتوں کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

اگرچہ نباتات میں حیوانوں جیسے دل جگر معدہ دماغ ہوتے لیکن پھر بھی یہ پودے حیوانوں کی طرح سانس لیتے ہیں پتے کی سطح پر خصوصاً نچلی طرف نہایت باریک سوراخ ہوتے ہیں جن میں ہمارے پھیپھڑوں کے فعل کی طرح گیہوں کا لین دین ہوتا ہے یہ پودے ہوا سے کاربن آکسائیڈ کھینچتے ہیں اور روشنی کی موجودگی میں اپنے جسم کو بناتے ہیں اور آکسیجن باہر پھینکتے ہیں حیوان اور نباتات دونوں اپنے ماحول سے خوراک لے کر نئے مرکبات تعمیر کرتے ہیں جوان کی جسم کی بناوٹ میں کام آتے ہیں مثلاً پودے اپنے اندر شکر ٹارچ یعنی نشاستہ پروٹین تیل چکنائی وغیرہ تیار کرتے ہیں جو انسانوں اور حیوانوں کی خوراک ہے سو اس طرح اللہ تعالیٰ ایک بے جان مواد یعنی کیمیائی مرکبات ہوا اور پانی سے طرح طرح کی نباتات پیدا کرتا ہے جو جانداروں کی طرح عمل کرتے ہیں اسی طرح پرندے کے بے جان انڈے اور انسان کے بے جان نطفے سے چلتا پھرتا جانور یا انسان کا بچہ پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں سورہ یسٰین میں اللہ تعالیٰ نے انجیر اور زیتون کی قسم یاد فرمائی ہے۔ اس لیے کہ یہ دونوں پھل انجیر اور زیتون انسان کے لیے نہایت نفع بخش اور جامع الفوائد ثابت ہوتے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے بھی انجیر اور زیتون کو بہشت کا میوہ قرار دیا ہے۔ تو اس میں افادیت کے ذخائر موجود ہونے ضروری ہیں انجیر ہاضمہ کو بڑھاتی ہے اور بدہضمی اور اپھارے کو دور کرتی ہے۔ ڈاکٹروں نے اسے سرطان یعنی کینسر کے علاج میں بھی مفید پایا ہے۔ یہ قبض کو بھی دور کرتی ہے ایک حدیث کی رو سے انجیر بواسیر کو دور کرتی ہے۔ اور جوڑوں کے درد میں فائدہ دیتی ہے۔ اکثر حکماء کا خیال ہے کہ انجیر میں ایسے عناصر موجود ہیں جو خون کی نالیوں کو کھولتے ہیں۔ اور اس طرح ان میں گردش کرنے

والے خون کی مقدار بڑھ جاتی ہے اسی طرح زیتون بھی بڑی مفید چیز ہے۔

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایات کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیتون کا تیل کھاؤ اس تیل کی مالش کرو کیونکہ اس میں ستر بیماریوں کی شفا ہے جس میں کوڑھ کی بیماری بھی شامل ہے اس ضمن میں جامع ترمذی نے حضرتِ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا کہ ہم ذات الجنب کا علاج زیتون کے تیل سے کریں اطباء نے ذات الجنب کو پلورسی کی بیماری میں پھیپھڑوں اور انکی جھلی کے درمیان پانی پڑ جاتا ہے یہ ایک قسم کی دق کی بیماری ہے اطباء یونان کے مطابق زیتون مقوی معدہ ہے بھوک بڑھاتا ہے۔ زیتون مقوی معدہ ہے بھوک بڑھاتا ہے زیتون کے جوشاندے کی کلی کرنا خراب دانتوں کے درد کو آرام پہنچاتا ہے زیتون کے درخت کا گوند مقوی ذہن ہے اور یہ زخموں کو مندمل کرتا ہے زیتون کے تیل میں سب تیلوں کی نسبت کولیسٹرول کی بہت کم مقدار پائی جاتی ہے اسی وجہ سے دل اور بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے خوراک میں یہ تیل استعمال کرنا گھی استعمال کرنے سے زیادہ بہتر اور مفید ہے زیتون کا تیل انسانی مالش کے لیے اکسیر ہے موسم سرما یعنی نومبر دسمبر جنوری کے مہینوں میں اس تیل کی مالش سے جسم تروتازہ اور ٹھیک رہتا ہے۔ خشکی دور کرتا ہے زیتون کا درخت تین سو سال تک پھل دیتا ہے۔

آیت فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون

ترجمہ: نماز ادا کرنے میں لاپرواہی نہیں برتنی چاہیے اور دکھاوے کے لیے نماز پڑھنا گناہ ہے۔

ابنِ ماجہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ یقیناً نماز پڑھنے سے انسان تندرست رہتا ہے نماز گناہ کرنے اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ نماز روحانی بلندیوں کے علاوہ ایک قسم کی ورزش بھی ہے۔ ڈاکٹروں کی حالیہ تحقیق کے مطابق جسم کے کولسٹرول کو کم کرنے میں مدد دیتی ہے جسم میں کولسٹرول کی زیادتی سے بلڈ پریشر اور دل کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کی نعمت عظمے ہے کہ اس نے ہمیں پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

عقلی دلیل:

یہ بات مُسلمات میں ہے کہ قرآن مجید کا علم حضور علیہ السلام سے بڑھ کر نہ کسی کو ہوا نہ ہوگا۔ کیونکہ جس پر نازل ہوا وہی اسے خوب جانتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ پر قرآن نازل کیا گیا تبین للناس تاکہ آپ لوگوں کو بتائیں اسی لیے اکثر مفسرین نے لکھا ہے حروف مقطعات کے علوم واسرار ورموز کے بارے میں کہ واللہ ورسولہ اعلم المراده بذلک اور رسول اللہ ﷺ نہ صرف ہمارے سے قرآنی علوم سے اعلم ہیں بلکہ قرآن لانے والے جبرائیل علیہ السلام نے علوم نبویہ کے سامنے سر جھکا دیا جیسے کہ بہت سے حوالہ جات ہم نے پہلے لکھ دیئے ہیں اب ان لوگوں کا بیان لکھتے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کے ذریعہ اپنے علوم کا اظہار فرمایا۔

انگریز کی کہانی

ہندوستان میں جب انگریزوں نے اپنا راج قائم کرلیا تو مسلمانوں کو مختلف طریقوں سے اسلام سے منحرف کرنے کے حربے استعمال کرنے شروع کردیئے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ پادریوں کو مسلمان علماء کرام سے بات بات پر جیلس کردیتا ایک پادری نے چیلنج کردیا کہ تمہارا قرآن مدعی ہے **ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین** ہر تر وخشک کا ذکر قرآن میں ہے۔ تو بتاؤ کہ گاڑی کا ذکر کہاں ہے تو ہوائی جہاز کا ذکر کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے چیلنج سے عوام کے دماغ چکرا گئے ایک عالم دین نے چیلنج قبول کرلیا وقت مقرر پر انگریز کے مذکورہ سوال پر سورہ نحل کی یہ آیت پڑھ ڈالی

والخیل والبغال والحمیر لترکبو وزینته ویخلق مالا تعلمون

اور فرمایا جو اس وقت سواریاں تھیں وہ بتا کر پھر فرمایا کہ عنقریب ایسی سواریاں پیدا ہوں گی جن کا تمہیں بھی علم نہیں ہے انگریز نے اعتراف کرلیا کہ واقعی جمیع العلم فی القرآن

ہے۔

فائدہ:

جیسے اس آیت سے موجودہ سواریوں کا استدلال صحیح ہے ایسے ہی قرآن دان حضرات کی شان ہے کہ وہ دنیائے عالم بلکہ ما کان و ما یکون کے ذرہ ذرہ کوقرآن مجید سے ہی جان لیتے ہیں۔

خاتمہ

اس عنوان سے ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کواللہ تعالی نے آنے والے واقعات وحالات سے مطلع فرمایا پھر جیسے فرمایا ویسے ہوااس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا علم ازقرآن صرف احکام شریعہ پرنہیں بلکہ ما کان و ما یکون پر مشتمل ہے چنانچہ قرآن میں مومنین سے جتنے وعدے ہوئے اور پیشن گوئیاں کی گئیں تھی حرف بہ حرف پوری ہوچکیں ان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ صرف زمانہ رسالت کے لیے مخصوص تھیں ایک صریح غلط فہمی ہے قرآن کا ایک ایک حرف سچا ہے اوراس کی ہر پیشن گوئی قیامت تک صادق الواقع ہے جہاد میں مسلمانوں کا غلبہ رہے گا۔

ان جندنافھم الغلبون　　　بے شک تمہارا لشکر برابر غالب آتا رہے گا۔

تفسیر:

مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں ملا تھا اس لیے دشمنانِ اسلام کا نشانہ ستم بنے رہے۔ چاروں طرف مسلمانوں کوطرح طرح کے مظالم سے ستایا گیا اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے مسلمانوں کودولت کا لالچ دیا گیا حتی کہ سرکاردوعالم ﷺ تک کوقتل کرنے کی سازش کی گئی پھر جب مسلمانوں نے مدینہ طیبہ کی ہجرت کی تو وہاں بھی ان کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا چھیڑ خانی کا سلسلہ جاری رہا مسلمانوں کی اس مظلومانہ حالت اور بے بسی کو

دیکھ کر رحمت الٰہی جوش میں آئی اور ان کو جہاد کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی وعدہ کیا گیا کہ فتح تمہاری ہوگی۔ تاریخ شاہد ہے کہ جہاد کی اجازت کے بعد جب اور جہاں کہیں بھی مسلمانوں اور مخالفین اسلام میں تصادم ہوا تو مخالفین یا تو میدان جنگ میں مارے گئے یا مغلوب ہوئے۔

عرب، عراق، فلسطین، شام، ایران، خراسان، ترکستان، مصر، مغرب، اقصیٰ کے واقعات شاہد ہیں کہ مسلمانوں کو ایک دفعہ بھی شکست نہ ہوئی ہر جگہ انہی کا غلبہ رہا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بادی النظر میں یہ شبہ کیا جاسکتا ہے کہ اقلیت زمانہ میں تو مسلمانوں کے فتوحات اور کامیابی کا یہ عالم تھا اب جب کہ ان کی زبردست اکثریت انکی تعداد اربوں سے متجاوز ہے محکوم اور ذلیل کیوں ہیں اس شبہ کا ازالہ خدا تعالیٰ نے پہلے فرمایا ان جندنا کے لفظ سے یہ حقیقت واضح کردی کہ کس غلبہ کا وعدہ کا تعلق سچے اور پکے مسلمانوں سے ہے نام نہاد مسلمان سے نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر اسلام سے لشکر کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ کے بجائے اپنا اقتدار اور ملکیت خزائن ہے تو بہت سے مقامات پر مغلوب ہوجاتا سلطنت سے محرومی یا اقوام غیر کے سامنے مقہوریت کوئی تعجب خیز بات نہیں اس آخری دور میں مسلمانوں کی مغلوبیت کا باعث یہی ہے کہ ان میں قرن اولیٰ کا سا اسلام نہیں اور نہ اسلامی فوجوں میں قرن اولیٰ والی اسلامی فوجوں کی جیسی باتیں ہیں اگر مسلمان صحیح معنی میں مسلمان بن جائے تو آج بھی رحمت خداوندی کی نوید جانفزا کوبھم الغٰلبون کی بشارت سنا رہے ہیں۔ اہلِ اسلام روئے زمین پر حکومت کریں گے یجعلکم خلفاء الارض خدا تعالیٰ تم کو روئے زمین پر حکومتیں دے گا۔

تنبیہ:

مصر میں عہدِ فاروقی سے لے کر آج تک مسلمانوں کی حکومت قائم ہے دمشق میں

دولت امویہ کے خاتمہ کے بعد خاندانِ عباسیہ نے پورے جاہ وجلال کے ساتھ صدیوں تک حکومت کی فوجوں نے ترکستان خراسان وغیرہ فتح کرنے کے بعد قسطنطینہ فتح کرکے یورپ میں اسلام کا جھنڈا نصب کیا اس کی ایک شاخ ہندوستان میں نوسوسال حکمرانی کرتی رہی ہے۔

تنگ دستی کے بعد مسلمان غنی ہوجائیں گے:

وان خفتم عیلة یغنیکم الله

ترجمہ: اگر تم کو تنگدستی کا خوف ہوتو اللہ کا وعدہ ہے کہ مستقبل قریب میں تم مال دار ہوجاؤ گے۔

عہدِ نبوی ﷺ کے بعد دنیا نے اس پیشن گوئی کو منصہ شہود پر دیکھ لیا جو مسلمان کفار کے جوروظلم اور عبرت وافلاس کے مارے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اس قدر مال دولت عطا فرمائی کہ (اللہ اللہ) حضرتِ عمر بن عبدالعزیز کی عہدِ خلافت میں مسلمانوں کے تمول وغنا کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص ایسا نظر نہ آتا تھا جس کو زکوۃ صدقات یا خیرات دینا جائز ہو۔

حضرتِ عبدالرحمٰن بن عوف کا جس وقت انتقال ہوا تو ایک ہزار اونٹ تین ہزار بکریاں ایک سو گھوڑے ان کے ہاں موجود تھے نقد واسباب اس کے علاوہ تھا ان کی ایک عورت کو ۳/۸ کے حساب سے ۸۳ ہزار روپیہ دیا گیا تھا یہ چند مثالیں بطورِ نمونہ درج ہیں ورنہ تفصیلات کے لیے ایک دفتر درکار ہے آج ہم بھی اگر خدائے واحد کے پرستار اور رسول عربی ﷺ کے سچے اطاعت شعار بن جائیں تو دولت شہرت ثروت عظمت سطوت حشمت شوکت رفعت سب کچھ مسلمانوں کے لیے ہے۔

مسلمانوں کو کبھی شکست نہ ہوگی

انکم غیر معجز الله وان الله خزی الکافرین

یاد رکھو تم اللہ کو نہیں ہرا سکتے اور اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کرے گا۔

تفسیر:

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب تمام معاہدہ شکن کفار نے مسلمانوں کو چار مہینے کا الٹی میٹم دے دیا تھا اس پیشن گوئی میں دو باتوں کا ارشارہ کیا گیا ہے ایک کفار اپنی قوت وطاقت اور اکثریت کے مسلمانوں کو شکست نہ دے سکیں گے دوسرا کفار کو ایسی شکست ہوگی کہ جس سے وہ ذلیل وخوار ہوں گے اس پیشن گوئی میں حق تعالیٰ نے مخالفین اسلام کی خطا وشکست کو ظاہر فرمایا کیونکہ کفار کی مخالفت مخالفت الٰہی کی وجہ سے تھی اور مسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ گویا خدا کے ساتھ جنگ تھی تمام قبائل عرب نے مسلمانوں کا متحد ہوکر مقابلہ کیا مگر بنو اسد اور بنو عفان وغیرہ کا جو عبرت ناک انجام ہوا وہ تاریخ اسلام پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔

دشمنوں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا ہوجائے گا۔

سنلقی فی قلوب الذین کفرو الرعب

ہم کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالدیں گے۔

تفسیر:

غزوہ بدر میں ۳۱۳ صحابہ کا ایک ہزار مسلح لشکر سے مقابلہ ہوا اہل حق کو فتح نصیب ہوئی اور دشمنوں کو ایسی شکست ہوئی گویا دشمنی کی جڑ کٹ گئی۔ غزوہ خیبر میں یہودیوں نے متفقہ طور پر اسلام کے خلاف صف آرائی کی تھی اور فوجی تیاریاں اس قدر مستحکم تھیں کہ بظاہر مسلمانوں کی فتح مشکل نظر آتی تھی مگر جان نثارانِ اسلام نے اپنی جوانمردی اور شجاعت کا ثبوت دیا کہ محصور قلعہ جات کی سنگین دیواروں اور حصاروں کو اس طرح سے جیت لیا کہ گویا وہ کوئی چیز ہی نہ تھی غزوہ احزاب میں عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جو اس جنگ میں شریک نہ ہوا ہوحتیٰ کہ مدینہ کے یہود بھی مسلمانوں کے خلاف صف آراء تھے مگر خدا تعالیٰ نے ان میں ایسی پھوٹ ڈالی کہ وہ راتوں رات میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔

جميع العلوم فی القرآن تفاصير عند افهام الرجال

قرآن کریم میں تمام علوم موجود ہیں یہ دوسری بات ہے کہ ہر شخص کی رسائی اور سمجھ اس تک نہ ہو۔

جس طرح قرآنی علوم کے اللہ والے ماہر ہیں ایسے ہی تلاوت میں ان کی مہارت قابل ستائش ہے۔ چنانچہ وہ تھوڑی سی دیر میں قرآن مجید کو ختم کر لیتے ہیں۔

قرآن پاک سے عشق:

حضرتِ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک ولی اللہ کو دیکھا جو ہر روز ستر بار قرآن مجید ختم کر لیتے تھے بایزید فرماتے ہیں میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ خیال ہی خیال میں اتنی مرتبہ پڑھ لیتے ہوں گے انہوں نے اس خیال پر مطلع ہو کر فرمایا نہیں خیال نہیں بلکہ لفظاً اور عبارتاً پڑھتا ہوں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

کس قدر عشق ہوتا ہے جتنی بار پڑھتے ہیں انہیں اتنی بار ذوق اور کیف پیدا ہوتا ہے ہم نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کی کتاب ''شبینہ اور فضائل القرآن'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

مولائے کریم ہمیں قرآن کی برکات سے مالا مال فرمائے (آمین)

جزءِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں ستر ہزار عالم کے ذرہ ذرہ کا علم ہے تو اس کا سرچشمہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا لازمی امر ہے اور ان علوم کی رو سے عقل و فکر اور علم و بصیرت کی اہمیت صدرِ اول کے مسلمان اسی طرح ایمان لاتے تھے اور اسی انداز سے غور و فکر کرتے تھے لیکن اس کے بعد جب حالات نے پلٹا کھایا تو مخالفین اسلام نے سب سے پہلے قندیل قرآنی کو انسانی تخیل کے دبیز پردوں سے ڈھانپ دیا جب وہ روشنی بجھ گئی تو اس کے ساتھ ہی عقل و فکر کی شمعیں بھی گل ہو گئیں۔

اس کے برعکس طاغوتی قوتوں کا حربہ یہ بتایا کہ

یحزجونھم من النور الی الظمات

وہ انہیں روشنی سے تاریکی کی طرف لے جائیں گے۔

حالانکہ ان کا دعویٰ یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں اور صرف خودکو ہدایت یافتہ اور دوسروں کو گمراہ گردانتے ہیں۔

قرونِ اولیٰ و وسطیٰ میں بے شمار طبقے ایسے ہوگزرے ہیں جو بکثرت قرآن پڑھتے اور اپنے ہر مسئلہ کی دلیل قرآن سے لاتے تھےلیکن اس وقت بھی اور آج بھی اہلِ اسلام گمراہ قرار دیتے ہیں مثلاً خوارج ومعتزلہ ومرجئہ باطنیہ وغیرہ وغیرہ وہ صرف اور صرف اس لیے کہ ان کے ہاتھوں سے دامن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹ گیا اس لیے علامہ مشرق مرحوم نے فرمایا۔

بمصطفٰے خویش راکه دین همه اوست
گر باو نه ریسد تمام بولهبیت

خودکو حضور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور لے جا اگر وہاں نہ پہنچا تو ھا جہنم۔اسی لیے قرآن نے اعلان فرمایا۔

یضل به کثیر اویهدی به کثیراً

بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے(کنزالایمان)

اس طرح تا قیامت یہ ضابطہ حیات بن گیا کہ قرآن فہمی میں بجائے اپنے عقل و قیاس سے کچھ کہنے سے پہلے رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کو سامنے رکھنا ضروری ہے ہاں آپ کے ارشاد نہ ملیں تو پھر آپ کے نائبین اولیائے کاملین الیٰ یوم الدین کے ارشادات گرامی ورنہ پھر گمراہی کے سوا چارہ نہ ہوگا اللہ فرماتا ہے۔

ومن یضل فلن تجدله ولیا مرشدا

جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے(کنزالایمان)

اعجاز القرآن:

جملہ علماؤ و مشائخ متفق ہیں کہ قرآن مجید کے بے شمار معجزات میں اس کا ایک اعجاز یہی ہے کہ۔

وہ باوجودکی حجم کے بہت کثیر معنی جامع ہے اوران معانی کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ انسانی عقلیں ان کے شمار کرنے اور دنیوی آلات ان کو پوری طرح جمع کرنے سے قاصر ہیں چنانچہ پروردگار عالم آیت پاک میں فرماتا ہے۔

ولو ان مافی الارض من شجرۃ اقلام و البحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ

میں اسی بات کی اطلاع دیتا ہے اوراس لحاظ سے قرآن شریف اگر چہ اس صفت کا حامل ہے کہ اپنی طرف نظر کرنے والے کوکسی نور کے دکھانے سے اورکوئی نفع پہنچانے سے خالی نہیں رہنے دیتا۔ پھر بھی اس کی یہ حالت ہے۔

کالبدر من حیث التفت رایۃ
یھدی الیٰ عینک نوراً ثاقبا

جیسے چانداس کوتم جس طرف سے بھی دیکھو ضرور وہ تمہاری آنکھوں کوایک شفاف اور چمکدار نور بہ طور ہدیہ دے گا)

کالشمس فی کبدا السماء وضوئھا
یغشی البلاد مشارقا و مغاربا

یا جس طرح کہ آفتاب آسمان کے وسط میں ہے اوراس کی روشنی روئے زمین کو مشرق ومغرب تک اپنی نورانی چادر میں ڈھانپتی ہے۔

(الاتقان ص ج ۲ از امام راغب اصفہانی)

فائدہ:

زرقانی وغیرہ میں یہ شعر حضور سرور عالم ﷺ کے لیے بیان کیا ہے اورامام سیوطی نے

قرآن مجید پر چسپاں فرمایا ہے تو حق ہے اس لیے یہ صامت قرآن ہے اور حضور سرور عالم ﷺ ناطق قرآن ہیں۔

حضرت علامہ ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشافی التوفی ۷۹۰ء کتاب الموافقات ص ۳۶۷ ج ۵ میں لکھتے ہیں۔

القرآن علی اختصار ھا جامع ولایکون جامع الاو المجموع فیه امور کلیات

قرآن مجید مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے اور جامع ہونے کے معنی یہ نہیں کہ اس میں کلمات مذکور ہیں یہی مضمون اصول الدین لابن ظاہر البغدادی التوفی ۴۲۱ھ و کتاب الاموال ابن سلام التوفی ۲۲۴ھ ۵۴۴ اور اتحاف السادۃ المتقین سید مرتضی بلگرامی ص ۵۲۸ ج ۴ میں ہے۔

ماضی حال اور مستقبل کے جمیع علوم کے اصول:

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ قرآن جمیع علوم ماضی و حال اور استقبال کے جامع کا اجمالی بیان امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے سنئے فرمایا۔

میں کہتا ہوں کہ بے شک کتاب اللہ العزیز ہر ایک شے پر مشتمل ہے انواع علوم کو لیجیے تو اس میں کوئی ایسا باب یا مسئلہ جو کہ اصل الاصول ہو اس طرح کا نہیں ملتا کہ قرآن میں اس پر دلالت کرنے والی بات موجود نہ تھی۔ مثلاً عجائب مخلوقات کا ذکر اس میں ہے آسمانوں اور زمین کی مخفی قوتوں کا بیان اس میں ہے افق اعلیٰ اور تحت الثریٰ میں جو بات پائی جاتی ہے اس کے ذکر سے بھی قرآن خالی نہیں۔ ابتدائے آفرینش کا بیان اس میں ہے نامی رسولوں اور فرشتوں کے نام وہ بتاتا ہے گزشتہ اقوام کے قصوں کا ماحصل اور ان کا خلاصہ قرآن نے بیان کر دیا ہے مثلاً آدم علیہ السلام اور شیطان کا قصہ جب کہ وہ جنت سے زمین پر بھیجے گئے اور جب کہ ان کے اس بیٹے کا معاملہ پیش آیا جس کا نام آدم علیہ

السلام نے عبدالحارث رکھا تھا۔ ادریس کے آسمان پر اٹھائے جانے کا حال قوم نوح کے دریا برد کئے جانے کا ماجرا قوم عاد اولیٰ کا قصہ اور قوم عاد ثانی کا ذکر' قوم ثمود ناقہ (اونٹنی) صالح کی قوم' قوم یونس' قوم شعیب اور اولین و آخرین اور قوم لوط اور اصحاب الرس کے حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مجادلہ اور نمرود سے مناظرہ کرنے کا حال ان باتوں کے ساتھ جو کہ حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی ماں حضرت ہاجرہ کو وادی بطحا (مکہ) میں چھوڑ کر آنے اور بیت اللہ تعمیر کرنے کے متعلق ہیں۔ نہایت اختصار کے ساتھ مگر پورا پورا بیان ہوا ہے ذبح کا قصہ یوسف علیہ السلام کا قصہ نہایت ہی بسط و تفصیل کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ان کے دریا میں ڈالے جانے' قطبی کو قتل کرنے شہر مدین کو جانے شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کرنے' اللہ تعالیٰ سے کوہ طور کے پہلو میں کلام کرنے فرعون کی طرف آنے اور فرعون کے خروج اور موسی علیہ السلام کے دشمن کو دریا میں غرق کیے جانے کا قصہ بیان ہوا ہے۔ پھر گئو سالہ کا قصہ ہے اور ان لوگوں کا ذکر آیا ہے جن کو ہمراہ لے کر موسی علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے گئے تھے اور ان لوگوں کو بجلی نے ہلاک کر دیا۔ مقتول شخص اور اس کے بارے میں گائے کو ذبح کئے جانے کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے خضر علیہ السلام موسی علیہ السلام کی ملاقات اور مصائب کا ذکر اور موسی علیہ السلام کے جبار لوگوں سے لڑنے کا بیان اور ان لوگوں کا حال جو کہ زمین کی ایک سرنگ میں ہو کر ملک چین کی طرف چلے گئے تھے۔ طالوت اور داؤد علیہ السلام کا قصہ' جالوت کے ساتھ اور جالوت کے فتنہ کا ذکر' سلیمان علیہ السلام کا قصہ اور انکا ملکہ سبا کے ساتھ ملنا اور اسے آزمانا ان لوگوں کا قصہ جو کہ طاعون سے بھاگنے کے لیے ملک چھوڑ کر نکلے تھے پھر اللہ پاک نے ان کو موت دیدی اور اس کے بعد انہیں پھر زندہ کیا۔ ذی القرنین کا قصہ اس کے مشرق و مغرب میں آفتاب تک جانے اور سد بنانے کا حال' ایوب علیہ السلام ذی الکفل علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام کا قصہ' مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' اور ان کے عیسیٰ علیہ السلام کو جننے کا قصہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت اور

ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کا بیان ذکریا علیہ السلام اوران کے فرزند یحیٰی علیہ السلام کا حال اصحاب واکہف کا قصہ اصحاب الرقیم کا ماجرا بخت نصر اوران دونوں آدمیوں کے قصے جن میں سے ایک شخص باغ کا مالک تھا اصحاب جنت کا مال آل یسٰین کے مومن کا ذکراور اصحاب الفیل کا قصہ بھی قران میں موجود ہے اوراس میں ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اورعیسی علیہ السلام کی بشارت مذکور ہے اورآپ کی بعثت اور ہجرت کا تذکرہ ہے۔

اورآپ کے غزوات میں سے سورۃ البقرہ میں سریہ ابن الحضرمی کا سورۃ الانفال میں غزوہ بدر کا سورہ آل عمران میں احداور بدر صغریٰ کے غزوات کا سورہ احزاب میں غزوہ خندق کا سورہ الفتح میں غزوہ حدیبیہ کا سورۃ الحشر میں غزوہ بنی النضیر اورسورۂ توبہ میں حنین اورتبوک کے غزوات مذکور ہیں اورسورۃ المائدہ میں حجتہ الوداع اورآپ ﷺ نے حضرتِ زینب بنت جحش سے نکاح کرنے کا ذکر ہے اورآپ کا اپنی باندی حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کرنے اورآپ کی بیویوں کا آپ کے خلاف منصوبہ بنانا افک کا قصہ اسراء چاند کے دوٹکڑے ہونا اوریہودیوں کے آپ پرسحر کرنے کا قصہ بھی قرآن میں مذکور ہے اورقرآن ہی میں انسان کی آفرینش کی ابتدا سے اس کی موت تک کے حالات موت کے اورقبض روح کی کیفیت قبض کے بعدروح سے جوسلوک ہوتا ہے اس کا بیان اورروح کو آسمان کی طرف چڑھا دیئے جانے کا ذکر پھر یہ بیان کہ مومن کی روح کے لیے ابوابِ رحمت کھل جاتے ہیں اورکافر کی روح کوآسمان سے نیچے ڈال دیا جاتا ہے اورعذابِ قبر ۔سوال قبر اورارواح کی جائے قرار کو بھی بیان اس میں پایا جاتا ہے قیامت کے بڑے بڑے آثار مثلاً حضرتِ عیسٰی علیہ السلام کا نزول دجال کا نکلنا. یا جوج ماجوج دابۃ الارض اوردخان کا نمایاں ہونا قرآن کا اٹھ جانا زمین کا دھنس جانا آفتاب کا مغرب کی سمت سے نکلنا اوردروازہ توبہ کا بند ہوجانا یہ سب امور بھی اس میں مذکور ہیں۔ پھرتین مرتبہ صور کے پھونکے جانے سے تمام مخلوق کا دوبارہ زندہ ہونا کہ ان میں سے پہلا نفخہ فزع (گھبراہٹ)

کا دوسرا نفخہ صعق (بے ہوشی) کا اور تیسرا نفخہ قیام کا ہوگا اور حشر نشر مو قف کے احوال تپش آفتاب کی سختی' عرش' میزان' حوض اور صراط وغیرہ کے حالات' ایک گروہ کا حساب ہونے اور دوسرے گروہ کے بے حساب وکتاب چھوٹ جانے کا ذکر. اعضاء کی شہادت گواہی اعمالناموں کا داہنے اور بائیں ہاتھ میں دیا جانا اور پس پشت رکھا جانا اور شفاعت اور مقام محمود کے کوائف' جنت اس کے دروازوں اور اس کی نہروں درختوں پھلوں زیوروں برتنوں اور درجوں کا مشرح حال اور دیدارِ الٰہی حاصل ہونے کی بشارت اور کیفیت پھر دوزخ اس کے دروازوں اور جو کچھ اس میں آگ کے دریا اور انواع واقسام کے عذاب اور سزا دہی کے طریقے ہیں سب مذکور ہیں اور زقوم اور گرم پانی وغیرہ کا دل کو مضطرب اور خائب بنا دینے والا حال بیان ہوا ہے اور قرآن ہی میں خدائے تعالیٰ کے تمام اسماء حسنٰی بھی ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مطلق ناموں سے قرآن شریف میں ایک ہزار نام ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے سب نام قرآن ہی میں پائے جاتے ہیں۔ ستر سے چند زائد ایمان کے شعبے اور تین سو پندرہ اسلام کے قوانین (شریعتیں) اور یہ سب قرآن ہی میں ہیں کبائر کی تمام انواع کا بیان قرآن ہی سے ثابت ہے اور بہت سے چھوٹے گناہوں کو بھی قرآن نے بیان کر دیا ہے اور قرآن ہی میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے ہر ایک حدیث کی تصدیق پائی جاتی ہے غرض کہ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں کہ ان کا بیان کئی ضخیم کئی مجلدات میں ہو سکے گا۔ (الاتقان نوع ص ۶۵ ۔صفحہ ۳۹۰ تا ۳۹۲ ج ۲)

مذکورہ بالا ہر ایک جملہ کو یوں سمجھ لو جیسے دریا در کوزہ الجرۃ اس کی مثال ایک حدیث کے مضمون سے سمجھئے۔

حدیثِ سراقہ:

جب سراقہ حضور علیہ السلام کو شہید کرنے کی نیت سے پہنچا تو حضور ﷺ نے جو کچھ

اسے فرمایا اس پرغور فرمایئے چنانچہ صحیح بخاری باب الہجرۃ الی المدینہ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے سراقہ سے فرمایا۔

کیف بک اذالبست سواری کسری

(تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے دو کنگن پہنایا جائے گا)

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین و طائف سے واپس ہوئے تو جعرانہ میں سراقہ نے وہ فرمانِ امن پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج وفا و احسان کا دن ہے سراقہ آگے بڑھے اور ایمان لائے جب عہد فاروقی میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ ہرمز کے کنگن حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قول رسول کریم ﷺ کی تصدیق و تحقیق کے لیے وہ کنگن سراقہ کو پہنا دیئے اور فرمایا۔

الحمد لله الذی سلبها کسریٰ والبسهما سراقه

یعنی سب ستائش اللہ کو ہے جس نے کسری جیسے شاہ عجم کے کنگن چھین کر سراقہ جیسے غریب بدوی کو پہنا دیئے سراقہ نے ۲۴ھ میں بعہد حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی۔

فائدہ:

نہ صرف حضرتِ سراقہ کی سوانح عمری بلکہ فتح ایران و فارس بھی صرف دو لفظوں میں بیان فرمای دیئے اسی لیے حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا

اوتیت جوامع الکلم میں جامع کلمات عطا کیا گیا ہوں۔

عقلی مثال:

دورِ حاضرہ میں خطاط سورۃ یٰسین مثلاً ایک لفظ یٰسین میں لکھ دیتا ہے بظاہر تو وہ صرف لفظ یٰسین یا لفظ ق یا لفظ ص ہے ایک لفظ میں قرآن مجید کئی رکوع لکھے ہوئے ہیں اور وہ پڑھنے والا اسی ایک حرف کو پڑھ بھی رہا ہے اور اس میں ہر ایک حرف کو دیکھ بھی رہا

ہے۔یسین یاق یاص سے تمام رکوعات کے ایک ایک حرف۔

دوسری دلیل کسی ملک کا ایک نقشہ لکھ کر دکھایا جاتا ہے تو دیکھنے والا اگر چہ اس نقشے کو ایک چھوٹا سا نشان دیکھ رہا ہے لیکن جاننے والا جانتا ہے کہ اسی چھوٹے سے نقشے میں تمام ملک کے اضلاع تحصیلیں قصبے دیہات ضمناً معلوم ہیں۔

حضور پاک ﷺ کا قرآن دانی

یہ تو یقین ہے کہ قرآن مجید کے اولین عالم حضور سرورِ عالم ﷺ ہیں اور طرفہ یہ کہ خود صاحب قرآن جل مجدہ الکریم نے بلا واسطہ آپ کو قرآن مجید کی تعلیم دی قرآن مجید کی چند آیات ملاحظہ ہوں۔

الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان (سورۃ الرحمٰن)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا (ما کان و ما یکون) کا بیان انہیں سکھایا۔(کنزالایمان)

فائدہ:

مفسرین نے فرمایا کہ یہاں الانسان سے حضور سرور کائنات ﷺ مراد ہیں اور البیان سے ما کان (جو گزرا) وما یکون (جو ہوگا) مراد ہے۔

۲۔ وعلمک مالم تکن تعلم (۵پ نمبر۱۱۳)

اور تمہیں سکھایا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے (کنزلایمان)

فائدہ:

مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع کیا یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

۳۔علم الانسان مالم یعلم (القلم۵)

آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (کنزلایمان)

احادیث مبارکہ:

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا **علمنی ربی فاحسن تعلیمی.** مجھے میرے رب نے سکھایا اور بہترین طریقہ سے تعلیم دی۔

۲۔ روایت **علم الاولین و الآخرینٰ**

میں اگلوں اور پچھلوں کا علم دیا گیا ہوں۔

۳۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے خود آپ ﷺ کو علم کے اضافہ کی دعا کا حکم فرمایا **وقل رب زدنی علما** (پ۱۶) اور کہو اے میرے رب میرا علم بڑھا اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ نے حضور علیہ السلام کی دعا مستجاب فرمائی اور تا حال آپ کے علوم میں اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا کیونکہ۔

والاخر خیر لک من الاولیٰ (پ۳۰ والضحیٰ)

اور بے شک آپ کی ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ علوم الاولین والاخرین اور علوم ما کان وما یکون آپ کے علوم کا ایک قطرہ ہیں۔

حضرتِ امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف میں لکھا

فان من جوو ک الدنیا وخرتھا

ومن علومک علم اللوح والقلم

بے شک آپ کی ادنی بخشش کا ادنی کرشمہ دنیا و آخرت ہیں اور آپ کے علوم کا بعض حصہ لوح و قلم کا علم ہے۔

جمیع العلوم فی القرآن

تمام علوم وفنون قرآن میں ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر اتقان

میں قرآن سے علوم مستنبط کے بیان کے لیے ایک مستقل نوع قائم کر کے فرماتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب من شئی وقال نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے کتاب میں کچھ کمی نہ فرمائی نیز فرمایا اور نازل کی ہم نے آپ پر کتاب درآنحالیکہ وہ ہر شئے کا بیان واضح ہے۔

ابوبکر بن مجاہد کا دعویٰ:

ابوسراقہ کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے نقل فرماتے ہیں کہ ابوبکر بن مجاہد نے ایک دن فرمایا کہ

ما من شئی فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ

عالم میں کوئی شے نہیں مگر اس کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے ان سے کہا گیا کہ خانات (خیموں) کا ذکر کتاب اللہ میں کہاں انہوں نے جواب دیا قرآن مجید کی اس آیات میں خانات کا ذکر موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا

لیس علیکم جناح ان تدخلو بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم

ترجمہ: وہ گھر جن میں سکونت یعنی مستقل اور دائمی رہائش نہ ہو) خانات کو شامل ہیں۔

مناظرہ میں انگریز کی شکست فاش

جب انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کیا تو پادریوں نے مسلمانوں کو زچ کرنا شروع کر دیا ایک دفعہ پادری نے اعلان کر دیا کہ مسلمان کا قرآن مدعی ہے کہ میرے میں ہر خشک وتر اور چھوٹی بڑی ہر شے کا ذکر ہے کوئی ماں کا لال قرآن سے گاڑی اور سائیکل ثابت کر کے دکھلائے ایک مولانا نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا اوزینۃ ویخلق مالا

تعلمو ن(سورۂ نحل)

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے اور وہ پیدا کرے گا۔جس کی تمہیں خبر نہیں۔

فرمایا کہ اس وقت سواری صرف اونٹ گھوڑا خچر اور گدھا تھی۔

یخلق مالا تعلمون میں واضح بیان ہے کہ تمہاری بیان کردہ سواریوں کو خالق کائنات نے پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ وعدہ ہمارے تمہارے زمانے میں پورا ہو گیا اس سے انگریز لاجواب ہو گیا

فائدہ

مفسرین نے فرمایا کہ آئندہ تخلیق میں وہ تمام چیزیں آگئیں آدمی کے نفع وراحت و آرام وآسائش کے کام آتی ہیں اور اس وقت تک موجود نہیں ہوتی تھیں اللہ تعالیٰ کو ان کا آئندہ پیدا کرنا منظور تھا جیسے کہ دخانی جہاز، ریلیں، موٹر ہوائی جہاز، برقی قوتوں سے کام کرنے والے آلات دخانی اور برقی مشینیں خبر رسانی ونشر صوت کے سامان اور خدا جانے اس کے علاوہ اس کو کیا کیا پیدا کرنا منظور تھا۔

قرآن فہمی

عربی کا ایک شعر مشہور ہے

جمیع العلم فی القرآن

لکن تقاصر عنه افهام الرجل

تمام علوم قرآن میں ہیں ہاں اس کے فہم سے عقول کوتاہ ہیں۔

حضرتِ ابن ابی الفضل مرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ قرآن مجید نے (غیر متناہی) علوم اولین وعلوم آخرین کو جمع کر لیا۔اس حیثیت سے ان علوم کا احاطہ حقیقی اللہ تعالیٰ جو متکلم قرآن ہے کے سوا کسی نے نہیں کیا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے ان علوم

کا احاطہ کیا بجز ان علوم کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاص فرمایا۔ (سابقاً) مذکور ہو چکا ہے کہ غیر متناہی مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے احاطہ علوم نہیں فرمایا البتہ ما کان وما یکون کے علوم جو متناہی ہیں حضور علیہ السلام کے احاطہ میں شامل ہیں پھر ان علوم کا بہت بڑا حصہ اجلہ صحابہ مثلاً حضرات خلفاء راشدین وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ملا حتی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا **وضاع لی عقال بغیر لوجدته فی کتاب اللہ تعالیٰ** اگر میرے اونٹ کی رسی ضائع ہو جائے تو میں اسے بھی کتاب اللہ میں پالوں گا۔ (اتقان وغیرہ)

فائدہ:

یہ ہیں حضور سرور عالم ﷺ کے نگاہ تلطف سے نوازے ہوئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شاگرد یعنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

کل شئی فی القرآن لوفاته لایکون ابدا.

ہر چیز قرآن مجید میں ہے اگر کوئی چیز قرآن مجید سے فوت ہو جائے تو ابد تک نہ ہو۔

سیدنا علی المرتضیٰ کا علم القرآن:

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ الاتقان ص ۱۸۶ ج ۲ مطبوع مصر میں لکھتے ہیں۔

عن ابن ابی حمزة عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال لوشئت ان روقر سبعین بعیرا من تفسیر القرآن لفعلت۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو فاتحہ کی تفسیر کے ستر اونٹ کے بوجھ کے برابر ستر اونٹ کے بوجھ لکھ دوں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک یہودی تھا جس کی داڑھی بہت

تھوڑی تھی صرف چند گنتی کے بال تھے اور حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش مبارکہ بہت گھنی تھی اس یہودی نے ایک مرتبہ حضرت علی سے کہا اے علی آپ کا دعوی ہے کہ قرآن میں ہر چیز کا ذکر ہے تو کیا آپکی گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا بھی قرآن میں ذکر ہے؟ مولاعلی نے فرمایا سنو قرآن فرماتا ہے۔

والبلد الطیب یخرج نباته باذن ربه والذی خبث لا یخرج الا نکدا

یعنی جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب زمین ہے اس کا بہت تھوڑا نکلتا ہے۔

فرمایا اچھی زمین میرا چہرہ ہے اور بری زمین تمہارا چہرہ۔

علوم الفاتحہ

سورۃ الفاتحہ کے علوم کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الاتقان ص۱۶۰ ج۲ وصفحہ ۵۷ ج۲ میں سیدنا حسن بصری سے امام بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

ذکر کثیرون فی اثرات اللہ جمع علوم الاولین و آخرین فی الکتب الاربعة وعلومها فی القرآن و علومه فی الفاتحه فزادوا و علوم الفاتحه فی البسملة وعلوم البسلمة فی بائبها

ماثور ہے بہت سے تابعین واسلاف کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اولین وآخرین کے علوم کتب اربعہ میں اور کتب اربعہ کے قرآن میں اور قرآن کے فاتحہ میں اور فاتحہ کے علوم اسم اللہ میں اور بعض نے فرمایا کہ بسم اللہ کے علوم بسم اللہ کی باء میں جمع کیے ہیں یعنی امانت رکھے ہیں جیسے امام بصری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے۔

قاعدہ

تابعین وصحابہ رضی اللہ عنہم نے جو عقل سے وراء بیان کیا ہو وہ بھی ارشاد رسول اللہ ﷺ سمجھا جاتا ہے۔

عقلی دلیل

جملہ علوم بسم اللہ کی باء میں ہونے پر عقلاً محال محسوس ہوتا ہے لیکن جسے اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان ہے اسے کوئی محال محسوس نہ ہوگا بلکہ عین اسلام سمجھا جائے گا ہاں غیر مسلم کو عقلی دلیل کی ضرورت ہے تو وہ آئینہ میں اپنی صورت بلکہ پانچ فٹ کا قد دیکھ کر بتائے کہ ڈیڑھ من کی لاش کا رونگٹا رونگٹا نظر آ سکتا ہے تو جملہ کائنات کے علوم بھی انسان کی آنکھ میں سما سکتے ہیں لیکن دیکھنے والا بھی کوئی حبیب خدا ہو (ﷺ) ورنہ جیسے اندھے کو آئینہ میں کچھ نظر نہیں آتا ایسے ہی ہمارے جیسوں کو علوم قرآن کا حال ہے۔

عقیدۂ اسلام:

حضور سرور عالم ﷺ جو کچھ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے اور قرآن فہمی سے۔

ا۔ ترمذی شریف میں ہے حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔

یستلون فتن عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب بہت فتنے برپا ہوں گے عرض کی گئی ان کے نکلنے کے علم کا ذریعہ کیا ہے آپ نے فرمایا۔

كتاب الله فيه نباما قبلكم وخبر مابعدكم وحكم مابينكم

کتاب کہ جس میں پہلوں کی سرگزشت اور بعد کی خبریں اور اس میں جو کچھ تمہارے درمیان کا حکم موجود ہے۔

۲۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جسے تحصیل علم کا ارادہ ہو اسے قرآن مجید پڑھنا چاہیے اس لیے کہ اس میں اگلوں پچھلوں تمام کے قصے ہیں (اتقاق)

۳۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن امور کی امت قائل ہے وہ سب کے سب قرآن وسنت (حدیث) کی شرح ہے اور فرمایا کہ جو حکم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ سب امور آپ نے قرآن مجید سے سمجھے۔

۴۔ خود حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں جن چیزوں کو حلال بتاتا ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا اور انہی چیزوں کو حرام کرتا ہوں جنہیں اللہ نے حرام کیا۔

رواہ الشافعی فی الام (اتقان)

۵۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اعلان فرمایا کہ میں ہر سوال کا جواب قرآن سے دوں گا۔ آپ سے بھڑ کا حکم شرعی پوچھا گیا آپ نے ایک حدیث پڑھی سائل نے کہا یہ قرآنی جواب تو نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ حکم قرآنی تو ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (الحشر)

اور وہ جو تمہیں رسول دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔

فائدہ

آیت میں لفظ ما عام ہے اس سے جملہ امور مراد ہے دنیوی ہوں یا اخروی وغیرہ وغیرہ۔

علوم المصطفےٰ ﷺ:

بقول امام شافعی فی الام کہ حضور سرور کائنات ﷺ جو کچھ فرماتے یا عمل کرتے ہیں قران سے حاصل کر کے۔ چند روایات علم مصطفےٰ ﷺ کی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ اتانی اللیة ربی تعالیٰ فی احسن صورة قال احسہ فاذا انا بربی تبارک و تعالیٰ فی احسن صورة فقال یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الا علیٰ قلت لا ادری قالھا ثلاثاً فرایتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملة بین ثدی فتجلی لی کل شی وعرفت (مشکوة شریف ص ۷۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

کہ ایک روایت میرا رب میرے پاس احسن صورت میں تشریف لایا اور فرمایا کہ میں یقین سے جانتا کہ اس وقت میں اپنے رب کے سامنے احسن صورت میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب (ﷺ) میں نے عرض کی.

''لبیک یا اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا بتایئے یہ بڑے بڑے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کی مجھے کیا خبر۔ اسے اللہ تعالیٰ نے تین بار فرمایا اس کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ اس نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کاندھوں پر رکھا حتی کہ اس کی بے انگلیوں کی ٹھنڈک میرے سینے تک پہنچی۔ تو میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی۔ اور میں نے پہچان لیا۔

ازالہ وہم

کسی کو وہم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے فرشتوں کے لیے پوچھا۔ تو حضور علیہ السلام نے ''لا ادری'' مجھے کیا پتا کیوں فرمایا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ ایسا نہ فرماتے۔ جواباً عرض ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ایک راز پر دلالت کرتا ہے ورنہ بقول معترض جب اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ حضور علیہ السلام کو علم نہیں تو پھر سوال ہی کیوں کیا۔ وہ راز یہی تھا کہ میرے محبوب اور موسیٰ کلیم میں کتنا فرق ہے کہ انہیں جب '' انظر الی الجبل'' پہاڑوں کی طرف دیکھو (کہا گیا تو وہ پہاڑ کو دیکھنے لگ گئے۔ اور میرے دیدار کی تمنا کے باوجود میرے غیر کی طرف متوجہ ہوگئے۔ لیکن یہ میرے محبوب ﷺ ہیں کہ دیدار میں ایسے مصروف ومحو ہیں کہ ملاء الاعلیٰ جیسے فرشتوں کو بھی نظریں نہیں لاتے۔

۲. عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان اللہ رفع الی الدنیا وانا انظر فیھا الیٰ یوم القیامة کانما انظر الیٰ کفی ھذا (رواہ الطبرانی زرقانی شرح مواھب لدنیہ)

حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ

تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو اٹھا کر رکھ دیا میں دنیا کو جو کچھ اس کے اندر ہونے والا ہے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ ہاتھ کی ہتھیلی کو۔

(۳) عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علیٰ کل شئی تولجونہ (رواہ مسلم ص ۲۹۷ ج ۱)

حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میرے سامنے ہر شئے پیش کی گئی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس میں تم داخل ہوگے۔

اس حدیث سے نبی علیہ السلام کے علوم کلی کا کیسا چمکتا ہوا ثبوت ہے۔

لیکن دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

(۴). عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من احب ان یسئال عن شئی فلیسئل عنہ فوا اللہ لا تسئلو فی عن شئی الا اخبر تکم بہ ما دمت فی مقامی ھذا

(رواہ البخاری ص ۱۰۸۳ ج ۲)

حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس کا جی چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرے اللہ تعالیٰ کی قسم جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھ سے جو کچھ سوال کروگے میں بتاؤں گا۔

(۵). عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ ما من شی ء لم ارہ و قد رأیتہ فی مقامی ھذا حتی الجنۃ والنار رواہ البخاری ص ۱۰۸۲ ج ۲)

حضرتِ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی چیز نہیں جو میں نے نہیں دیکھی اس مقام میں سب کچھ دیکھ لیا حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی دیکھے۔

(۶). عن اعبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرج علینا

رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وفی یده کتابان فقال اتدرون ما هذا ان الکتابان فقلنا لایا رسول الله الا ان تخبرنا فقال الذی فی یده الیمنی هذا کتاب من رب العالمین فیه اسماء ا هل الجنة واسماء ابآئهم وقبائلهم.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں آپ نے فرمایا جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں۔ ہم نے عرض کیا نہیں مگر یہ کہ آپ ہمیں بتادیں۔ تو آپ نے فرمایا یہ کتابیں جو دائیں ہاتھ میں ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں تمام جنتیوں کے نام اوران کے آباء ان کے قبیلوں کے نام ہیں اور پھر اس کے آخر میں کل میزان بتایا اس طرح دوزخیوں کے متعلق فرمایا۔ (الحدیث) (رواہ الترمذی فی مشکوٰۃ وباب القدر)

اسلاف صالحین رحمھم اللہ تعالیٰ کے اقوال

بجائے اپنے اجتہاد کے اسلاف صالحین رحمھم اللہ کی پیروی میں نجات ہے چند حوالے حاضر ہیں۔

ا۔ حضرتِ علامہ بحر العلوم لکھنوی حاشیہ میر زاہد میں لکھتے ہیں۔

علمه علوما احتوی علیه العلم الا علی وما استطاع علی اللوح الادنی

حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وہ علوم سکھائے جس پر علم الاعلیٰ بھی مشتمل نہیں اور جس کے گھیرے کو لوحِ محفوظ بھی قادر نہیں۔

فائدہ:

یہ وہ مولانا بحر العلوم ہیں کہ جن کے متعلق مولانا عبدالحق بن مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہند میں صرف اڑھائی علماء پیدا ہوئے •

ا۔ مولانا بحر العلوم ۲ والدمرحوم ۳۔ بندۂ معدوم

۲۔حضرتِ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب شریف ص ۳۱۰ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

بھر علمیکہ مخصوص به اوست سبحانه' خاص رسل را اطلاع می بخشد وسع علمه علوم العالمین الانس والجن والمائکة لان الله تعالیٰ اطلعه علی علم العالم کله فعلم علی الاولین و الآخرین و کان وما یکون وحسبک علمه علم القران و قد قال الله تعالیٰ مافرطنا فی الکتاب من شی.

وہ علم جو اللہ تعالیٰ کا خاص ہے اس پر اپنے خاص رسولوں کو اطلاع بخشتا ہے آپ کے علم کا تمام جہانوں کو یعنی جن وانسان اور فرشتوں کے علم کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر باخبر فرمایا ہے۔ اگلے پچھلے لوگوں کا علم سکھایا اور ما کان وما یکون بتایا۔اور حضور علیہ السلام کے علم کے لیے قرآن کا علم کافی ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اس کتاب میں کوئی شے اٹھا نہ رکھی ہے۔

۳۔حضرتِ علامہ خرپوتی شرح قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

انّ جمیع الانبیاء کل واحد منهم طلبوا واخذوا العلم من علمه علیه السلام الذی کالبحر فی السعة والکرم من کرم علیه السلام الذی هو کالا یم لانه علیه السلام مفیض وهم مستفیضون لا نه تعالیٰ خلق ابتداء روحه علیه السلام ووضع علوم الانبیاء وعلم ما کان وما یکون ثم خلقهم فاخذه علومهم منه علیه السلام.

ہر نبی نے حضور علیہ السلام کے علم سے مانگا اور لیا جو وسعت میں سمندر کی طرح ہے اور سب نے حضور علیہ السلام کے اس کرم سے کرم حاصل کیا۔ جو تیز بارش کی طرح ہے کیونکہ حضور علیہ السلام فیض دینے والے ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام فیض لینے والے کیونکہ رب تعالیٰ نے اولاً حضور علیہ السلام کی روح مبارکہ کو پیدا فرمایا۔ پھر اس میں انبیاء علیہم السلام نے وما کان وما یکون کے علوم حاصل کیے۔

حضرتِ حافظ سلیمان ابریز شریف ص ۲۵۸ میں فرماتے ہیں۔

یعلم علیه السلام من العرش الی الفرش و یطلع علیٰ جمیع ما فیها وهذا العلوم بالنسبة الیه علیه السلام کالف من ستین جزء التی هی القرآن العظیم.

حضور علیہ السلام عرش سے فرش تک جانتے ہیں اور جو کچھ ان میں ہے اس کی خبر رکھتے ہیں اور یہ سارے علوم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت سے ایسے ہیں جیسے ۶۰ کی نسبت جو قرآن عظیم ہے۔

۱۹۔ تفسیر عرائس البیان کے تحت آیۃ الکرسی میں ہے۔

یعلم محمد صلی الله علیه و آله وسلم مابین ایدیهم من اولیات الامر قبل الخلائق وما خلفهم من احوال القیامة ۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام مخلوق کے پہلے کے معاملات بھی جانتے ہیں اور جو مخلوق کے بعد قیامت کے احوال ہیں سب جانتے ہیں۔

(۲)۔ حضرتِ امام شعرانی قدس سرہ کتاب الجواہر والدرر اور درۃ الغواص میں لکھتے ہیں کہ۔

محمد صلی الله علیه وآله وسلم هو الاول و آلآخر و الظاهر والباطن قدو لج حسین اسریٰ به عالم الاسماء اولها مرکز الارض و آخرها السماء الدنیا بجمیع احکام مهاو تعلقا تها ثم ولج البرزخ الیٰ انتهائه وهوا السماء السابعة ثم ولج عالم العرش الیٰ مالا نهایته له وانفتح فی برزخیته صور العوالم الا لهیة والکونیة

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اول وآخر و ظاہر و باطن ہیں۔ وہ شب معراج عالم اسماء میں داخل ہوئے جس کی ابتداء مرکز زمین و انتہا پہلا آسمان اس عالم کے جملہ احکام و تعلقات جان لیے پھر عالم برزخ میں اس کی انتہا تک تشریف فرما ہوئے۔ اس کا منتہیٰ

ساتوں آسمان ہے پھر عالم عرش میں جلوہ افروز ہوئے وہاں تک جس کی انتہا ہی نہیں اور حضور ﷺ کے باطن میں الہیٰ عالموں اور حادث عالموں کی صورتیں منکشف ہوگئیں۔

۷۔کتاب الابریز میں ہے کہ:

وکیف یخفی علیہ ذلک والاقطاب السبعة من امته الشریفة یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسیدا الاولین والآخرین الذی ھو سبب کل شئی ومنه کل شیء

یعنی قیامت کا علم سرور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے۔ جب کہ آپ کی امت شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں۔اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے۔

اور سید الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ ﷺ پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور ﷺ کے تو نیاز مند بھی اس کے عالم ہیں۔کہ حضور ﷺ تو ہر چیز کا سبب ہیں۔اور عالم کی شئے کا وجود حضور ہی کی بدولت ہے۔

(۸)۔ابن عطیہ فتوحات وسیلہ شرح اربعین للنووی میں فرماتے ہیں۔

الحق کما قال جمع ان اللہ سبحانه و تعالیٰ لم یقبض نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حتی اطلعه علی کل ما ابھمه عنه الاانه امر بکتم بعض والاعلام ببعض حق

حق وہ قول ہے جو ایک جماعت علماء نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ہمارے نبی ﷺ سے مخفی تھا۔کو دنیا سے لے گیا یہاں تک کہ حضور سے جو کچھ مخفی تھا وہ علم حضور کو عطا فرمادیا لیکن بعض کے چھپانے پر مامور تھے جو حق ہے۔

(۹).امام زین الدین عراقی استاد امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی شرح مھذب اور علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عرضت علیه الخلائق من لدن آدم.

علیہ الصلوۃ والسلام الیٰ قیام الساعۃ فعرفھم کلھم کما علم آدم الاسماء

اللہ تعالیٰ عزوجل کی جتنی مخلوق ہے آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیام قیامت تک سب حضور اقدس ﷺ پر پیش کی گئی۔ تو حضور نے سب کو پہچان لیا کہ جس طرح آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

(۱۰)۔ مدارج شریف میں ہے کہ:

ھر چہ در دنیا ست از زمان آدم تا اوان نفخہ ء اولیٰ بروئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف سا ختند تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم گروید یاران خود رانیز از بعضے ازاں احوال خبرداد

نیز فرماتے ہیں قدس سرہ

وھو بکل شئی علیم ووی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا ست بھمہ چیزاز شیونات و احکام الٰھی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار و لجیمع علوم ظاھر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیہ شدہ علیہ من الصلوات افضلھا و من التحیات اتمھاوا کملھا

۲۸۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ من ذالذی یشفع عندہ الاباذنہ

ھذا الا استثناء راجع الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نہ قیل من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ عندہ' یوم القیامۃ الا عبدہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یعلم محمد ﷺ ما بین ایدھیم من اولیات الامر قبل خلق الخلائق و ما خلفھم من احوال القیامۃ

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن سے۔ یہ استثناء حضور علیہ السلام کی طرف راجع ہے گویا کہا گیا ہے کہ کون ہے جو اللہ کے ہاں شفاعت کا دم

مار سکے سوائے اس کے محبوب محمد ﷺ کے کہ وہ خلائق کی تخلیق کی اولیات کے امور قیامت کے حالات سے باخبر ہیں۔

(۱۱)۔حضرتِ ابن ہمام علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقط میں فرماتے ہیں۔

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عالم بحضورک و قیامک وسلامک ای بجمیع احوالک وافعالک وارتحالک ومقامک

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے کا اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال کوچ و مقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۲)۔حضرتِ علامہ عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

فیہ دلالۃ علیٰ انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتداء ھا الی انتھا ئھا وفی ایرادذالک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں حدیث شریف میں کہ اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تخلیق کائنات اول سے آخر تک کی تمام مخلوقات کے تمام احوال بیان فرمادیئے اور اس سب بیان کا ایک مجلس میں فرمادینا عظیم معجزہ ہے۔

(۱۳)۔امام حافظ الحدیث عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

اول ذالک علیٰ انہ اخبر فی المجالس الواحد بجمیع احوال المخلوقات منذابتدائت الیٰ ان تفنی الیٰ ان تبعث فشمل ذالک الا خبار عن المبداء ولمعاش والمعاد و فی تیسیر ذالک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم.

یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوقات کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی جب تک فنا ہوگی جب تک اٹھائی جائے گی سب ہی بیان

فرمادیئے تو یہ بیان اقدس شروع آفرینش و دنیا و محشر سب کو محیط تھا اور یہ سب کا ایک مجلس میں بیان فرمادینا ایک نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(۱۴)۔امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الساری شرح بخاری علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ای اخبرنا مبتد ما من بدء الخلق حتٰی انتھیٰ الیٰ دخول اھل الجنۃ الجنۃ ول ذالک علٰی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخبر۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام مخلوقات کو بہر حال بتادیا کہ جب سے خلقت پیدا ہوئی جب تک فنا ہوگی جب تک پھر زندہ کی جائے گی سب کچھ ہی بیان فرمادیئے۔

اخبر بجمیع احوال المخلوقات منذ ابتدائت الی اللہ الی ان تبعث وھذا من خوارق العادات۔

اور یہ معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے اتنا کثیر کلام اتنے قلیل زمانے میں آسان فرمادیا۔

(۱۵)۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انفاس العارفین میں شیخ ابوالرضاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

کہ اگر ایک چیونٹی تحت الثریٰ میں ہو اور اس کے دل میں سو خیالات ہوں تو میں ان میں سے ننانوے خیالات کو جانتا ہوں۔

فائدہ:

جب حضور سرور عالم ﷺ کی امت کے اولیاء کے علم مافی الصدور کا یہ حال ہے تو آقائے کائنات امام الانبیاء والاولیا ﷺ کے علمِ مبارکہ کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

(۱۶)۔حضرتِ علامہ مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تلقیح تمیر کا جواب دیتے ہوئے شرح شفاء میں لکھتے ہیں۔

خصّ من الاطلاع علیٰ جمیع مصالح الدنیا والدین ای مایتم به اصلاح الامور الدنیویة والا خروية واشتكل بانه. يلقحون النخل فقال لو تركتموه فتوكوه فلم يخرج شيئا و اخرج شيئًا فقال انتم اعلم بامددنیا كم واجيب بانه انما كان ظنا منه لاوحيا قال الشيخ السيدی محمد السنوسي ارادانه يحمدهم على خرق العوائل فی ذالک الیٰ باب التوكل وما هنالك فلم تيمثلو افقال انتم اعرف بدنيا كم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنة وسنتن لكفوا ام هٰذا المحنة

دنیاودین کے ساتھ خاص کیا شارح نے ایک اشکال تلقیح تمر کا پیش کر کے جواب اس کا شیخ سنوسی سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خرق وخلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے کا اور باب توکل کی طرف منتہی ہونے کا ارادہ کیا تھا اگر انہوں نے فرمانبرداری نہ کی اور جلدی کی تو آپ نے فرمایا کہ اپنے دنیا کے کام کو تم بخوبی جانتے ہو۔ اگر وہ سال دوسال تلقیح نہ کرتے اور ترک تلقیح میں آپ کی پیروی کرتے تو اس محنت تلقیح سے چھوٹ جاتے اس کے بعد شارح فرماتے ہیں۔

وهو فی غاية اللطافة اور یہ جواب نہایت ہی لطیف ہے ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جواب کو نہایت پسند کیا۔

اس کے علاوہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء جلد دوم میں ارقام کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تلقیح تمر سے جو آپ نے منع فرمایا تھا۔ اس میں آپ مصیب تھے یعنی آپ سے غلطی نہیں بلکہ صحابہ کرام نے جلدی کی۔ اگر سال دوسال نقصانِ تمر پر صبر کرتے تو پھل بکثرت ہوتا۔

وہ اولیاء وعلماء جن کے علوم قرآن سے حاصل کردہ ہیں چند نمونے حاضر ہیں۔

(۱۷). امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ۔

المعارف من جعل الله تعالیٰ فی قلبه لوحاً منقوشاً باسرار

الموجودات فلا تتحرک حرکة ظاهرةً ولا باطنةً فی الملک والسموات الا ولیشهد ها علما و کشفا۔

عارف وہ ہے کہ جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے ایک لوح رکھی ہے جس میں جملہ موجودات کے تمام اسرار و منقوش ہیں ملک الملکوت میں ظاہری و باطنی کوئی حرکت نہیں ہوتی۔ جسے اپنے علم و کشف سے نہ دیکھتا ہو۔

(۱۸) یہی امام شعرانی قدس سرہ الجواہر والدرر میں تحریر فرماتے ہیں۔

الکامل قلبه مرأة الوجود العلوی والسفلی کله علی التفصیل

کامل کا دل تمام عالم علوی والسفلی کا بروجہ اتم تفصیل ہے۔

آخری گزارش

چونکہ دور حاضرہ میں قرآن مجید کو پڑھنے اور سمجھنے سے طبائع کوتاہ ہمت ہیں اسی لیے ایسی وسعت علمی کو انکار کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے دور سابق میں قرآن فہمی کا ذوق بلندیوں پر تھا اس دور کی عورتیں بھی ہر سوال کا جواب قرآن کی آیات سے دیتیں ایک بڑھیا کا قصہ بہت مشہور ہے۔

ہر سوال کا جواب قرآن سے:

دوسری صدی ہجری کے حدیث و فقہ کے زبردست اور نامور عالم عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک گم کردہ راہ بڑھیا سے ملاقات ہوئی جو سیاہ اون کا لباس پہنے ہوئے تھی ارض حجاز کی ریگزار سرزمین میں اس طرح تن تنہا ایک ضعیفہ کو پڑا ہوا دیکھ کر عبداللہ بن مبارک کو سخت حیرانی ہوئی اور یکے بعد دیگرے طرح طرح کے خیالات دماغ میں آئے مگر کوئی یقینی نتیجہ پیدا نہ ہو سکا بالآخر استفسار حال کے لیے رسم عرب کے بموجب السلام علیکم سے اپنے کلام کی ابتدا کی اور یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ ضعیفہ ان کے ہر سوال کا جواب عام بات

چیت کے بجائے قرآن کریم کی آیات سے دیتی تھی عبداللہ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ عام لوگوں کی طرح مجھ سے بات چیت کرے مگر مجھے اپنے ارادہ میں کامیابی نہ ہوسکی۔

عبداللہ ابن مبارک کے دلچسپ سوالات کے جوابات میں بڑی بی نے جن آیاتِ قرآنیہ کو ذریعہ جواب بنایا ان کا برجستہ استحضار نہایت پرلطف اور بے حد دلکش ہے۔

عبداللہ: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

بڑھیا: **سلام قولاً من رب رحیم**

عبداللہ: بڑی بی اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے یہاں جنگل بیابان میں تن تنہا کیوں پڑی ہو؟

بڑھیا: **من یضلل اللہ فلا ھادی لہ**

اللہ جس کا راستہ بھلائے اس کا کوئی راہنما نہیں ہے۔

مطلب یہ تھا کہ میں گم کردہ راہ ہوں، قافلہ نکل گیا میں تنہا رہ گئی، عورت کی ذات تنہا سفر کرنے سے معذور ہے، اس لیے یہاں پڑی ہوئی ہوں۔ عبداللہ بن مبارک ان کا مطلب سمجھ گئے۔

عبداللہ: آپ کہاں جانا چاہتی ہیں عبداللہ بن مبارک کو غالباً یہ خیال ہوگا کہ اس سوال کے جواب میں ضرور گھر کا اتا پتا بتلائیں گی اور کلام کریں گی مگر بڑی بی کا جواب ملاحظہ ہو۔

بڑھیا: **سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ**

پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک۔

عبداللہ بن مبارک سمجھے کہ حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔

عبداللہ بن مبارک: آپ یہاں کب سے پڑی ہوئی ہیں؟

بڑھیا: ثلث الیال سویاً (تین دن رات سے برابر یہاں موجود ہوں)

عبداللہ بن مبارک: آپ کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی آخر کیا کھاتی پیتی ہو؟

بڑھیا: ھُوَ یُطْعِمُنی وَیسقینی وہ اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک: اچھا وضو کس سے کرتی ہو؟

بڑھیا: فان لم تجدو ماءً فتیمّموا صعیداً طیباً۔

پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو، مطلب یہ کہ پانی نہیں ملتا تیمّم کرلیتی ہوں۔

عبداللہ بن مبارک: میرے پاس کچھ کھانا موجود ہے اگر آپ کھائیں تو میں حاضر کردوں، عبداللہ کو اس سوال کے جواب میں یقین تھا کہ قرآن حکیم کی آیت پر اکتفا نہ ہو سکے گا اور ضرور اثبات یا نفی میں جواب دینا پڑے گا۔

بڑھیا: ثمَّ اتمو الصیام الی اللیل (پھر روزہ کو رات تک پورا کرو) مطلب یہ کہ روزہ سے ہوں۔

عبداللہ بن مبارک: یہ تو رمضان المبارک کا مہینہ نہیں ہے۔

بڑھیا: من تطوّع خیراً فان اللہ شاکر علیم

''جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا دانائے حال ہے۔'' یعنی رمضان نہیں ہے مگر نفلی روزہ سے کس نے منع کیا۔

عبداللہ بن مبارک: سفر میں تو رمضان المبارک کے روزوں کی بھی افطار کی اجازت ہے، چہ جائیکہ نفل روزہ رکھنا۔

بڑھیا: وان تصو مواخیر لکم ان کنتم تعلمون

''اگر تم جانتے ہو تو روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے''۔ مطلب یہ تھا کہ جس شخص کو روزہ رکھنے کی برداشت ہو تو اس کے لیے بجائے افطار کے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

عبداللہ بن مبارک: جس طرح میں آپ سے بات کرتا ہوں اسی طرح آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتیں؟

بڑھیا: **مایلفظ من قولٍ الا لدیه رقیب عتید**

''کوئی شخص منہ سے بات نہیں نکالتا، مگر یہ کہ اس کے پاس ایک لکھنے والا نگہبان فرشتہ موجود ہے۔

عبداللہ بن مبارک: آپ کا تعلق کس قبیلہ اور خاندان سے ہے؟

بڑھیا: یہ سن کر بڑی بی بھرا اٹھی اور کہا۔

ولاتقف مالیس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولاً۔

آپ کو جس بات کی خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑیے، بلاشبہ کان، آنکھ اور دل سب سے پرسش ہوگی۔ مطلب یہ تھا کہ کیوں میرا اور اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ فضول باتوں سے کیا فائدہ؟ بے ضرورت پوچھ گچھ کچھ اچھی بات نہیں ہے۔

عبداللہ بن مبارک: مجھ سے غلطی ہوئی خدا کے لیے معاف کیجئے۔

بڑھیا: **لا تثریب علیکم الیوم یغفر الله لکم**

اب تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تم کو معاف فرمائے۔

عبداللہ بن مبارک: اگر آپ منظور کریں تو میں آپ کو اپنے اونٹ پر سوار کر کے قافلہ تک پہنچا دوں،

بڑھیا: **ماتفعلوا من خیرٍ یعلمه الله** (الآیہ)

''تم جو نیک کام کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے''۔

عبداللہ بن مبارک نے اونٹ بٹھادیا اور سوار ہوجانے کے لیے کہا۔

بڑھیا: **قل لِلّمؤمنین یغضوامن ابصار ھم۔**

''مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ غیر محرم عورتوں سے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔''

اس آیت سے بڑی بی کا مطلب یہ تھا کہ تم منہ پھیرلو، یا آنکھ بند کرلو، تاکہ میں پردہ کے ساتھ سوار ہوجاؤں، عبداللہ بن مبارک نے آنکھیں بند کرلیں اور کہا کہ اب آپ سوار ہوجایئے لیکن جب بڑی بی نے سوار ہونا چاہا تو اونٹ بدک گیا اور بڑی بی کے کپڑے کجاوے میں الجھ کر پھٹ گئے تو بولنا پڑا اور اپنے میزبان سے بطورِ درخواست کہا۔

بڑھیا: **وَمَا اصابکم من مصیبۃٍ فبما کسبت ایدیکم**

''تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے''۔

عبداللہ بن مبارک سمجھ گئے کہا ذرا ٹھہر جایئے میں اونٹ کے دھنکنا لگادوں اور پیر باندھ دوں تاکہ پھر شرارت نہ کرے۔

بڑھیا: بڑی بی خوش ہوکر بولیں، **ففھمناھا سلیمان**

''ہم نے سلیمان کو حکومت اور فیصلہ کرنا سکھادیا۔''

جب اونٹ کا دھنکنا لگ گیا تو بڑی بی سوار ہوگئیں اور یہ آیت پڑھی،

بڑھیا: **سبحان الذی سخرلنا ھٰذا وما کنُا لہ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون**

''پاک اور برتر ہے وہ جس نے جانوروں کو ہمارا مطیع کردیا۔ حالانکہ وہ ہمارے قابو کے نہ تھے ہم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے''۔

عبداللہ بن مبارک: اونٹ کی مہار پکڑ کر عربوں کے دستور کے مطابق حدی (اشعار) پڑھتے ہوئے تیز چلنے لگے،

بڑھیا کو یہ پسند نہ آیا اور کہا، **واقصدفی مشیک واغضض من صوتک** (درمیانی چال چلو، اور آہستہ بولو)

عبداللہ بن مبارک: آہستہ آہستہ چلنے لگے اور پست آواز سے شعر پڑھنے لگے مگر بڑی بی کو یہ بھی پسند نہ تھا لہٰذا پھر ٹوکا اور کہا۔

بڑھیا: فَاقرءُ وا ماتیسر من القرآن ، '' پڑھو جو قرآن سے تم کو آسان ہو'' خیر و برکت کا وافر حصہ آپکو عطا ہوا ہے۔

ومـا یـذکّـرُ الا اولو الا لباب ''اور صرف اہلِ عقل وفہم ہی نصیحت پذیر ہوتے ہیں۔

تھوڑی دور خاموشی سے راستہ طے کرنے کے بعد ابنِ مبارک نے پوچھا۔

عبداللہ بن مبارک: آپ کا شوہر زندہ ہے؟

بڑھیا۔: لاتَسئلوا عن اشیئا ان تبدلکم تسؤ کم

فضول باتوں کا سوال نہ کرو، اگر بتلا دی جائیں تو تم کو نا گوار ہو گا۔

شاید یہ مطلب تھا کہ بیوہ ہوں۔

عبداللہ بن مبارک: سوال کرتے کرتے بالآخر تنگ آ گئے تو لب پر مہر خاموشی لگائی تا آنکہ قافلہ میں پہنچ گئے۔ جس کے بارے میں گمان تھا کہ بڑی بی اسی قافلے کی بچھڑی ہوئی ہیں۔ پوچھا اس قافلہ میں آپ کا کون عزیز ہے؟

بڑھیا۔: المال والبنون زینةُ الحیٰوۃ الدُّنیا.

''مال اور اولاد دنیا کی زیب و زینت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ قافلہ میں میری اولاد ہے۔

عبداللہ بن مبارک: ان کا پتہ کیا ہے؟

اس سوال کے بعد ابنِ مبارک خوش ہوئے کہ اب پتا بتلانے کے لیے بڑی بی کو میری طرح بولنا پڑے گا۔

بڑھیا۔: وعلاماتٍ وبالنجم هم یهتدون . .

''علامات اور تاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں۔''

عبداللہ بن مبارک: اس مرتبہ بھی ابنِ مبارک کو اپنی خواہش کے پامال ہو جانے کا اگرچہ افسوس ہوا، مگر سمجھ گئے کہ وہ راہنمائے قافلہ ہیں، تلاش شروع کی، خیموں کے سامنے پہنچ کر دریافت کیا کہ

''یہاں آپ کا شناسا اور جاننے والا کون ہے کس کو پکارا جائے؟''

بڑھیا۔: واتّخذ اللهُ ابراهیم خَلِیلاً O وکلم الله موسیٰ تکلیماً O یاداؤد انّا جعلناک خلیفةً یایحیٰ خذالکتاب بقوة.

''اللہ نے ابراہیم کو دوست بنالیا، اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑ'' ان آیتوں سے بڑی بی نے تین ناموں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک نے مُدعا سمجھ کر ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ کو پکارنا شروع کیا، ناگاہ چند جوان خوبصورت چودھویں رات کے سے چاند سامنے آئے اور ملاقات کی، بڑی بی کو اتارا، جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو بڑی بی نے ان سے کہا۔

بڑھیا۔: فابعثوا احدکم بورقکم هٰذه الی المدینة فلینظر ایهاازکیٰ طعاماً فلیاتکم برزقٍ منه.

''اپنے کسی آدمی کو دام دے کر شہر میں بھیجو کہ دیکھ بھال کر اچھا عمدہ پاکیزہ کھانا لائے''۔

بڑی بی کی یہ فرمائش سن کر ان میں سے ایک نوجوان بازار گیا اور کھانا خرید کر لایا اور میرے سامنے رکھا تو بڑی بی بولیں۔

بڑھیا۔: کلوواشربوا بما اسلفتم فی الایّام الخالیة.

کھاؤ پیو، رچتا پچتا اس کے عوض میں جو پہلے دنوں سے آگے بھیجا۔''

مطلب یہ ہے کہ سفر میں کھانے پینے کی تکلیف کی ہے تم نے ہم پر احسان کیا ہے اس کے بدلے میں یہ ہدیہ پیش ہے، احسان کا بدلہ احسان ہے۔ الحمدللہ کیجئے۔

عبداللہ بن مبارک: میں نے ان لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا، کہ میں آپ کا کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا تاوقتیکہ مجھے ان بڑی بی کا حال نہ بتلائیں، کہ یہ کون ہیں؟ میری اور آپ کی طرح کلام کیوں نہیں کرتیں تو انہوں نے کہا کہ یہ میری مادر مشفقہ ہیں، چالیس سال سے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ قرآن مجید کی آیات سے اپنے مدعا پر ایما اور اشارہ کر دیتی ہیں کہ مبادا ایسا کلمہ زبان سے صادر ہو جس پر مؤاخذا ہو اور خدائے مہربان ناخوش ہو جائے، یہ معلوم کر کے عبداللہ بن مبارک کو عبرت ہی عبرت حاصل ہوئی۔ اور کہا خدا تعالیٰ جو چاہے اس پر قادر ہے۔ (فقیر عارف نے ایک جگہ یہ پڑھا ہے کہ اُس خاتون کا نام حضرتِ فِضّہ تھا جو کہ حضرتِ سیدہ خاتونِ جنت کوثر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نوکرانی تھی۔ عارف)

ذٰلک فضلُ اللّٰہ یؤتیہ من یشاءُ واللہ ُذو الفضل العظیم.

''یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے وہ بڑے فضل والا ہے۔

جمیع العلم فی القرآن لکن

تقاصر عنہ افھام الرجال

قرآن حکیم میں تو جملہ علوم موجود ہیں یہ دوسری بات ہے کہ ہر شخص کی سمجھ کی رسائی اس تک نہ ہو۔

کنیز قرآن دان:

ایک لڑکی حمام سے نکلی ایک شخص نے دیکھ کر کہا ''ولقد زینا ھاللناظرین '' کہ یہ حسن و جمال ہمارے لیے ہے۔

لڑکی نے جواباً پڑھا وحفظناھا من کل شیطان رجیم اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ حسن و جمال شیاطین (حرام کار) کے لیے نہیں اس کے لیے حق شرعی ضروری ہے اس شخص نے آیت پڑھی' ونریدان ناکل منھا اس کا مقصد تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہوگا

ہم اس حسن و جمال سے حصہ ضرور لیں گے۔

لڑکی نے آیت پڑھ کرسنائی۔"لن تنالو البر حتی تنفقوا مما تحبون اشارہ کیا کہ نکاح کے بغیر اور مہر کی ادائیگی کے سوا ناممکن ہے۔اس شخص نے پڑھا' والــــذیـــن لایـجـدون نکاحا مقصد یہ تھا کہ میرے میں یہ نکاح اور مہر کی ادائیگی ناممکن ہے۔لڑکی نے پڑھا اولـئـک عنها معبدون یعنی یہ ناممکن ہے تو پھر میرا حسن آوار نہیں بے نکاح ا دائیگی مہر کے بغیر میرے سے دور رہو۔

اس شخص نے تنگ ہو کر کہا" لعنته الله علیک "تجھ پر لعنت ہو۔لڑکی نے پڑھا۔

لـلـذکـر مثل حـظ الا نثیین مردوں کا بہ نسبت عورتوں کے دوہرا حصہ ہے۔ (المتکبر فی المؤنث والمذکر)اس قسم کی درجنوں حکایات فقیر نے ایک رسالہ اضــــاہ الـجـنـان بمکالمة القرآن میں جمع کی ہیں۔بلکہ بعض بزرگوں سے یہاں تک منقول ہے کہ وہ اپنی نجی گفتگو بلکہ ہر بات قرآنی آیات سے ادا کرتے چنانچہ حضرت ابونصر بن ابی القاسم قشیری (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے اپنی زندگی کے آخری لمحات اسی طرح بسر کیے ان سے وجہ پوچھی گئی تو قرآنی آیت سے جواب دیا۔

" مایلفظ من قول الالدیه رقیب "

انکا مقصد یہ تھا کہ ہر بات کو کراماً کاتبین لکھ لیتے ہیں۔اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمالنامہ میں میری ہر بات قرآنی آیات لکھی جائیں۔(واللہ تعالیٰ اعلم)

هذاآخر رقمه قلم

الفقیر القادری ابی الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان ۲ ذوالحجہ ۱۴۲۲ء

ضروری اطلاع

دور حاضر کے سب سے بڑے مصنف

اور مفکر اسلام سیدنا قبلہ

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی

کی کئی سو کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے

اور دو ہزار سے زائد کتابیں منتظر طبع ہیں

اہلسنّت کے امراء سے گزارش یہ ہے کہ جو کتابیں چھپ چکی

ہیں وہ ذوق وشوق سے خریدیں اور تحفے دیں اور

اہلسنّت کے دینی تاجر بڑے لوگ باقی کتب کو طبع کروائیں

شکریہ

آستانہ شریف اویسیہ

کراچی

ضروری اطلاع

دورحاضر کے سب سے بڑے مصنف

اور مفکراسلام سیدنا قبلہ

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی

کی کئی سو کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے

اور دو ہزار سے زائد کتابیں منتظر طبع ہیں

اہلسنّت کے امراء سے گزارش یہ ہے کہ جو کتابیں چھپ چکی

ہیں وہ ذوق وشوق سے خریدیں اور تحفے دیں اور

اہلسنّت کے دینی تاجر بڑے لوگ باقی کتب کو طبع کروائیں

شکریہ

آستانہ شریف اویسیہ

کراچی